درس حدیث

محمد اظہر مدنی

دُعا کا اثر

ایک حدیث قدسی میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَأَنَا مَعَهُ اِذَا ذَكَرَنِيْ، فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ، وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَاِنْ تَقَرَّبَ اَلَيَّ شِبْراً تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعاً، وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعاً تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاْعاً، وَاِنْ أَتَانِيْ يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً. (رواہ البخاري)

اللہ تعالی فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے اس یقین کے قریب ہوں جو وہ میرے سلسلے میں رکھتا ہے اور میں اس کے ساتھ رہتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرے تو میں بھی اسے ایسی محفل میں یاد کرتا ہوں جو ان کی مجلس سے زیادہ اچھا ہو، اور اگر بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب آتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں دونوں بازوؤں کی کشادگی کے بقدر قریب آتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

اس وقت کئی ناحیے سے عالمی سطح پر مسلمان آزمائش کے شکار ہیں، لیکن ان کی بے حسی دیکھئے کہ پانچوں وقتوں کی فرض نماز کی ادائیگی تو دور کی بات ہے وہ دن ورات میں اپنے کام کے اوقات میں زبان سے ایک بار درود شریف بھی پڑھنے کے روادار نہیں ہے، یہ غفلت اور دینی تعلیمات سے دوری کی انتہائی افسوس ناک صورت حال ہے۔ دنیا کے دوسرے مذاہب کے لوگ اور پیروکار اپنے اپنے دین سے قریب ہو رہیں، اپنی تاریخ پڑھ رہے ہیں، ایک ہم ہیں کہ ایک آسان عبادت کرنے کے لیے بھی بالکل لاپرواہ ہوگئے ہیں اور ہمارے نوجوان اپنے وقت کا بیشتر وقت سوشل میڈیا پر ضائع کر رہے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جو ذکر واذکار سے لاپرواہ ہیں۔

مسلمانوں کے پاس نہ جدید علمی طاقت ہے اور نہ مادی طاقت ہے، لیکن ایک طاقت ہے جو دنیاوی طاقتوں میں سب سے بڑی طاقت ہے اور وہ ہے اس کا ایمان اور دعا کی طاقت، لیکن بڑے افسوس واضطراب کی بات ہے کہ مسلمان اتنی آسانی سے دستیاب نعمت کا استعمال نہیں کر پا رہے ہیں۔ یہ مسلمانوں کا دینی بحران ہے۔ اس طرح کی صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان اپنی عارضی مادی طاقت کو ہی اصل طاقت سمجھنے لگتا ہے، جبکہ اصل طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالی ہے، وہی دعاؤں کا سننے والا اور مشکلات ومصائب کا حل نکالنے والا ہے۔ انسان تو ایک نہ ایک دن بے بس محض ہو جاتا ہے، وہ تو ازل تا ابد حی وقوم ہے، اس کو کسی طرح کا زوال نہیں۔

بہت سے لوگ اپنی دعا کے قبول نہ ہونے کی شکایت کرتے ہیں، لیکن دعا کی قبولیت کے کچھ شرائط ہیں، جن پر پابندی سے عمل اور اس کے مطابق کرنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ عام حالات میں دعا کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا ہے، لیکن جب زندگی میں کوئی نشیب وفراز ہوتا ہے، انسان ہر طرح سے مصائب ومشکلات میں گھر جاتا ہے، اللہ کی طرف سے کوئی آزمائش ہوتی ہے تب عبادت اور دعا کا سلسلہ شروع کرتے ہیں، جبکہ دعا خوشحالی میں بھی کرنی چاہئے اور مشکل اوقات میں بھی کرنی چاہئے۔ اصل دعا یہی ہے۔ اس لیے دعا کا سلسلہ ٹوٹنا نہیں چاہئے۔ دعا کا اثر دیر سویر ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالی سے عا ہے وہ امت مسلمہ کو شریعت کا پابند بننے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے اور دنیا میں جہاں بھی مظلوم افراد ہیں اللہ ان کی مدد فرمائے اور ہم سبھی کو اس مذکورہ حدیث کے مطابق ذکر ودعا کی فضیلت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆

ادار یہ

ابو مصلح الکریمی

ملت کی زبوں حالی اور ہم

ملک وملت اور انسانیت کو جو حالات درپیش ہیں، جس طرح ساری دنیا رفتہ رفتہ مشکلات ومصائب کی آماجگاہ بنتی جارہی ہے اور جس طرح متنوع روحانی وجسمانی بیماریاں ناسور اور کینسر بن کرامت وانسانیت کے جسد خاکی واخلاقی کو لقمہ تر بنا ڈالنے کے درپے ہیں، ان حالات میں مسلمان قوم اور مسلم امت پر بحیثیت خیرامت سب سے زیادہ ذمہ دارانہ کردار ادا کرنا فرض ہے اور اس پر بجا طور پر ملک، ملت اور انسانیت کا قرض ہے کہ وہ سب کے لیے اٹھ کھڑی ہو، وہ ساری انسانیت کی فوز وفلاح اور خیر وصلاح کے لیے اپنا مطلوبہ کردار ادا کرے اور تباہی کے دہانے پر کھڑی اقوام عالم کی دستگیری کرے جنہوں نے صرف اس دنیا کو دیکھا ہے اور جن کا یقین ہے کہ مادہ اور مال وجاہ ہی مقصد حیات انسانی ہے، اس لیے اس کے حصول کے جو ذرائع ممکن ہوں مثلا چوری، ڈکیتی، غصب وسلب اور خیانت وغیرہ، ان سب کو بروئے کار لاکر دنیا کمائی جاسکتی ہے اور حصول مال وجاہ اور منصب ومقام کے لیے سود، قمار، جوا، بیوع غرر وفاسد، دھوکہ، ظلم وتعدی، ناانصافی، دغابازی، جعل سازی وغیرہ کی جتنی اقسام ہوں، استحصال واستغلال کے جتنے ذرائع ہوں، اور راسمالیت اور اشتراکیت کے جتنے فارمولے اور طریقے ہوسکتے ہیں وہ سب روا اور حلال ہیں۔ جبر وتشدد اور طاقت وقوت کا استعمال اپنے مصالح ومفادات کی خاطر ہرطرح روا ہے اور ہر بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کا شکار کرے کہ یہ پانی کی دنیا کا اصول ہے اور جس طرح جنگل کا قانون ہے کہ لاقانونیت کا بول بالا ہو اور نشہ طاقت اور قوت کا نفاذ کمزوروں پر ہوتا رہے، اسی طرح بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ظلم وجبر اور استحصال آج کی عاقبت نااندیش نام نہاد مہذب دنیا اپنے ہی ہم جنسوں کے خلاف وحشیانہ انداز میں انجام دے رہی ہے۔ اس لیے اس کی بربادیوں کے عام چرچے ہیں زمانے میں۔

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

مولانا محمد خورشید عالم

مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمن فیضی　مولانا شہاب الدین مدنی　ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی　مولانا طہ سعید خالد مدنی　مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ ــــــــ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ــــــــ ۷/روپے
پاکستان ــــــــ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

ان تمام احوال میں اول وآخر امید کی کرن صرف اور صرف مسلمان ہوسکتے تھے،لیکن ان کا حال یہ ہے کہ عیاں راچہ بیاں، ان کی ذلت ونکبت ، جہالت وضلالت، آپسی منافرت ومخاصمت اور بغض وحسد انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ فرقوں اور جماعتوں کی لڑائیوں اور ان کی ہوا خیزیوں کو چھوڑ و، ایک فرقہ وجماعت سے منسلک افراد واشخاص اور شخصیات نفاق وشقاق،عداوت ودشمنی اورنفرت وعصبیت کے اس طرح شکار ہیں کہ کیا کسی مسلمان کو کسی یہودی سے رہی ہوگی اور کیا کسی یہودی کو کسی نصرانی کے ساتھ ایسا کرنا گوارہ ہوگا۔

منصب وجاہ کی طلب اور مال وزر کی ہوس کوتو چھوڑو، یہاں بیجا اور بے وجہ حسد وکینہ کا یہ عالم ہے کہ کوئی کسی کو برداشت کرنے کو تیار نہیں۔مسلکی بنیادوں پر جو کینہ پروری ہے اس نے پہلے سے ہی سب کے جنازے کے سامان پیدا کر رکھے ہیں اور وہی کافی ہے سب کے مٹنے کے لیے۔اس حوالے سے سب سے برا حال مسلمانان ہند کا ہے۔ان کے یہاں مالی، عددی، تعلیمی،خاندانی اورتاریخی تمام طرح کی صلاحیتیں موجود ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ سب سے زیادہ ہر طرح کی مشکلات اور چیلنجز بلکہ اپنی شناخت اور وجود وبقاء کے لیے خطرہ محسوس کررہے ہیں اور واویلا بھی مچا رہے ہیں۔ہوا کے رخ کو وہ تو پہلے ہی سے پہنچانتے تھے،ان کے عقلاء وقت عالمی سطح پر مفکر اسلام اور مفکر اعظم ہیں اوران کے دانشور اور رہبر آن واحد میں سارے عرب مما لک، بلدان عالم اور مسلمانان دنیا پر ایسا تبصرہ فرماتے ہیں،ایسی ان کی درگت بناتے ہیں اوران کی عیاشیوں کا اس طرح ذکر فرماتے اور ثواب اور داد وتحسین مفکریت اور ہمدردی ملت بٹورتے ہیں اور سفہاء زمانہ اس طرح اس پر تالیاں بجاتے اور عش عش کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔لگتا ہے کہ اس کا کل ماحصل اور مقصود اپنے علماء وقائدین کے قد کو اونچا کرنے سے زیادہ عربوں،حکمرانوں اور علماء عالم اسلام کی توہین ہے۔حد تو یہ ہے کہ اب یہ ناعاقبت اندیشی اور بدتمیزی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ پوری زندگی عربوں کے ٹکروں پر پلنے والے لوگ چند ٹکے کما کر،توند پھلا کر اور چند پیسے کما کر اپنے بچوں کو ابجد سکھاتے ہیں، نہ ان بچوں کا پاؤں زمین پر پڑتا نظر آتا ہے نہ گارجین کا، نہ ادب، نہ لحاظ، نہ چھوٹے بڑے کی تمیز، نہ تعلیم وتربیت، نہ اپنے، نہ پرائے کا لحاظ، عجیب طرح سے انہوں نے اپنے آپ کو بے نیاز، مستغنی اور بے پرواہ کر کے خویش واقارب سے الگ دنیا بنالی ہے۔اس کے باوجود ہر مجلس اور ہر اصلاحی گفتگو کا موضوع عربوں کی عیاشی، فضول خرچی اور بے دینی وبے عقلی ہوتی ہے۔اوراسی میں مگن ہیں۔پوری دنیا میں مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذمہ دار عرب علما،اور حکمرانوں کو بتاتے ہیں جو اس گئے گزرے زمانے میں دوسروں کے مقابلے میں خوش اور باوقار ہیں۔کہیں نہ کہیں عالمی طاقتیں ان کے وجود وحیثیت کو ماننے پر مجبور ہیں۔ورنہ عرب کے ان مٹھی بھر بدوؤں کے پاس ہے کیا۔ایاز قدر خود بشناس۔

اس وقت اپنے وطن عزیز میں عجیب طرح کی بے چینی ہے۔مسلمان اوپر سے نیچے تک اگر ایک طرف عجیب طرح کی ہیجانی کیفیت کا شکار ہے تو دوسری طرف ایک بڑا طبقہ جو عوام کالانعام کا بھی ہے جو قومی وملی اور دینی شعور سے عاری ہے۔ اس کو ان حالات وظروف کا کوئی اندازہ اور ادراک ہے ہی نہیں۔اس سے گیا گذرا وہ طبقہ ہے جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس قدر دنیا داری میں مگن ہے کہ دیدہ ودانستہ مثل مگس شیرینی دنیا پر گر رہا ہے اور کلاب ووحوش کی طرح مردار دنیا اور جیفہ کلاب پر دانتوں کو تیز کر کے اور آنکھوں میں روشنی ڈال کر اندھا اور مدہوش بن کر سگان دنیا بنا ہوا ہے اور ’’بل هم أضل‘‘ کا سماں پیش کر رہا ہے۔اس کو سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود انجان بننے کا سبب معلوم نہیں ہو رہا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ اسی دنیا کو انہوں نے سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ نہ بابر رہا، نہ بابر کا سا طنطنہ رہا، نہ دولت رہی نہ حشمت اور نہ عزت رہی نہ سامان عیش وعشرت، کچھ بھی نہ رہا، پھر کیوں کر کہیں کہ

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دو بارہ نیست

کہیں ایسا تو نہیں کہ مسلمانوں نے متاع غرور کا سودا کرنے پر اپنے آپ کو قانع کرلیا ہے اور وہ خسر الدنیا والآخرۃ کا سامان تیار کررہے ہیں۔کیوں کہ دنیا اس طرح ان سے چھین لیے جانے کے باوجود، ان کے ذلت

ونکبت کی اس منزل پر پہنچ جانے کے علی الرغم اور ہواؤں کے رخ اس قدر بدل جانے کے باوجود کیوں کر وہ پھر اسی دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور اپنے حقیقی سود وزیاں سے غافل ہوکر اور اسی دنیا کے حصول کے لیے ہمہ تن ساعی وجاہد ہیں اور وہ بھی ایمان کا سودا کر کے اور آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ کر کے۔ کیا اس سے بھی بڑا کوئی تعجب انگیز اور حیرت وششدر کر دینے والا امر ہوسکتا ہے کہ یہ دنیا جو ہمیں ذلیل پر ذلیل اور رسوا پر رسوا کرتی جارہی ہے اسی کے عوض ہم اپنا دین وایمان بیچ رہے ہیں؟ قارون وہامان، فرعون ونمرود اور دیگر طالبان دنیا نے دنیا کی ساری رعنائیوں، آرائشوں اور آسائشوں کو پا کر دین وایمان کو بیچا تھا اور آج کی دنیا بھی دنیا ہی کو جنت سمجھ کر اور رغائب ولذائذ دنیا کو پا کر آخرت سے غافل ہے۔ ان کے پاس قوت ہے، طاقت ہے، مجارٹی، شان وشوکت ہے، مال ودولت ہے، امن ہے، شانتی ہے اور وہ اطمینان بخش اور خوشگوار زندگی کے مزے لینے میں آخرت فراموشی میں مبتلا ہیں۔ مگر جن کی زندگی خوف وہراس میں گذر رہی ہو، جو شاندار ماضی ہے وہ وبال جان بنا ہوا ہو اور تاریخ کے اوراق پر ثبت ان کے زریں کارنامے، عظیم الشان نشانیاں اور علامتیں اور بے مثال خدمات ان کے لیے باعث فخر وانبساط اور لائق تعریف وتحسین ہونے کے بجائے ان پر فرد جرم عائد کیے جارہے ہوں اور ان کے خلاف ان کو ثبوت وشواہد کے طور پر پیش کیے جارہے ہوں، کیا اس سے بھی بڑی کوئی بے وفائی ہوسکتی ہے کہ اب ہم مزید اس دنیا سے لو لگائیں اور اس کی ہر کجی، بے وفائی اور ایذا رسانی کا جواب دنیا داری والی وفا شعاری سے کام لے کر دیں اور اس طرح سے سودائے ایمان ودین کریں۔ آہ! دولت وحکومت ہمارے اسلاف کے قدموں تلے ڈھیر کر دی گئی تھی، تب بھی اس دنیا کو طلاق بتہ دے کر صاف صاف اسے چتیا ونی وخبردار کرتے تھے ”یا دنیای غری غیری“ چہ جائے کہ ہم سے دنیا بھاگ رہی ہے اور ہم اس کا پیچھا کر رہے ہیں اور وہ ذلت کے ساتھ دھتکار کر ہم کو کسی بھی دنیاوی فوائد ولذائذ سے حتی کہ دو گز زمین سے بھی دور کر رہی ہے، بلکہ ہم نے جب سے اس کی محبت کا دم بھرنا شروع کیا ہے اس نے ہمیں نفرت اور پائے حقارت سے روند دیا ہے، تعجب وصد حیف ہے امت کی حالت زار پر۔

عجبت لمبتاع الضلالة بالهدى
ومن يشترى بالدين دنياه أعجب

واقعتاً ہدایت وایمان کے بدلے جو گمراہی وضلالت خریدتا ہے اس پر مجھے بے حد تعجب ہے، لیکن جو شخص دین کے بدلے دنیا خریدتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے۔

لیکن انتہائی افسوس تو اس امر پر ہے کہ کبھی کبھی دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنے دین وایمان کا سودا مسلمان کر لینے میں ذرہ برابر خوف نہیں کھاتا۔

واعجب من هذين من باع دينه
بدنيا سواه فهو من ذين اعجب

اور ان دونوں سے زیادہ باعث تعجب وتحیر یہ ہے کہ کوئی اپنے دین کا سودا دوسروں کی دنیا سنوارنے کے عوض کر ڈالے۔

آہ! آج کے مسلمان کے لیے یہ سب کچھ زیادہ ہی آسان ہوگیا ہے۔ حالانکہ وہ سارے جہاں کے ایمان کی حفاظت، جان کی صیانت، عزت کی حصانت اور آخرت میں ان کے فوز وفلاح کی ضمانت کے لیے پیدا اور برپا کیے گئے تھے۔ آہ! آج مسلم قوم دنیاوی، وقتی اور موہوم مفاد کے لیے پوری امت اور ملک وملت کا سودا کرنے سے دریغ نہیں کر رہی ہے۔ اللہ ورسول نے جس قوم کو ”أنتم الأعلون ان كنتم مؤمنين“ کا مژدہ سنایا اور فریضہ سکھایا تھا اور اللہ جل شانہ وعم نوالہ اور فخر موجودات اور رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن فرمودات ”لن تضلوا بعدی“، ”تملك العرب والعجم“، ”أنتم شهداء الله على الأرض“، ”كنتم خير أمة أخرجت للناس“ کے بموجب جسے امت وسط اور ساری دنیا کی رہنمائی وبھلائی کے لیے برپا کیا گیا تھا وہ قوم وملت اور امت یہ سب بھول کر اور سارے حقوق اللہ وحقوق الرسول وحقوق العباد کو پس پشت ڈال کر صرف اور صرف کبھی کسی پارٹی پر بھروسہ کر کے، کبھی کسی آواز پر دیوانہ وار دوڑتے ہوئے،

کبھی لالچ کے زیر اثر، کبھی خوف و ہراس کی وجہ سے اور کبھی امید وبیم اور حرص وآرزو اور تمناؤں کے سہارے جینا جانتی ہے۔ سوجان لیجیے کہ ایسی امت بہت دنوں تک زندہ باقی نہیں رہ سکتی۔ اس کا یقین واعتماد جب تک غیر اللہ اور دنیا والوں پر رہے گا اس کو ہلاکت وفلاکت اور انتہائی بربادی سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ چنگیزی آئیں گے اور اسے تتر بتر اور نیست ونابود کر کے چلے جائیں گے اور پھر ان ہی میں سے کوئی پاسبان بن کر ابھرے گا اور ''ان تتولوا یستبدل قوما غیرکم'' کا سماں بندھے گا اور تم عبرت وموعظت کی داستان بن کر رہ جاؤ گے، بلکہ تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

ہندوستان میں مسائل وقضایا ہزار طرح کے پیدا کیے گئے۔ بابری مسجد کا قضیہ آیا، اس وقت تمہارے اندر عجیب طرح کی روباہی تھی، تم نے اکثر غلط فیصلے لیے، کبھی کبھی تو شاعر حکیم کو کہنا پڑا کہ ''یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا'' اور کبھی کہنے والے نے بجا کہہ دیا۔ ''جعفر از بنگال صادق از دکن، ننگ ملت ننگ دین، ننگ وطن''، مگر یہاں تو حمام میں بہتیرے ننگے نظر آرہے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے حمام میں ہمارے ننگے پن اور ننگے کھیل کو کون دیکھتا ہے۔ دیکھو تم بہت دنوں تک نہ قوم کی نظر سے بچ سکو گے اور نہ سودائے خام کر سکو گے، البتہ اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوگی اور اس وقت تمہاری منحوسیت قیدار بن سالف کی طرح پوری قوم پر بلاؤں اور ہلاکتوں کا طوفان لا چکی ہوگی۔ آج ہر گلی کوچے میں اس طرح کے طالع آزما موجود ہیں۔ ہر سطح پر سودا کرنے والے ریا ونمود کے دلدادہ پائے جارہے ہیں اور ہوس نے چھپ چھپ کر ڈھیر سارے گھونسلے اور تہہ خانے بنا رکھے ہیں۔

کچھ پر بے جا خوف ودہشت طاری ہے اور وہی خوف وہراس اس کو مزید خوف اور مصیبت میں مبتلا کرتی جارہی ہے۔

بعضے کو شیطان نے ایسا دھوکہ دے رکھا ہے کہ وہ بلا تامل کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے دین، اداروں، اپنی ملی تنظیموں، ملکی وجماعتی مدرسوں، اسکول اور خانقاہوں اور جامعات کو بچانے کے لیے سودا کر رہے ہیں اور اتنے بے غیرت اور کم سواد ہو گئے ہیں کہ وہ خفیہ طور پر ان عناصر کے لئے شرب الیہود کرتے ہیں۔ غرض ہوس نے چھپ چھپ کر دل مسلم میں اپنا گھر بنا لیا ہے اور وہ اسی ایجنڈہ شیطانی کو تدبیر رحمانی سمجھ کر دھوکہ پر دھوکہ دیئے جارہے ہیں۔ طرہ یہ ہے کہ اس کے زیر اثر بعض برسر اقتدار پارٹیاں شجر ممنوعہ ہی نہیں نار جہنم سے زیادہ خطرناک وخوفناک بنا کر پیش کی گئیں، ملت کے مفاد کو جہنم میں ڈال کر اور اپنے مفاد کو پیش نظر رکھ کر انہیں اچھوت ولائق نفریں بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ پھر جو اماں ملی تو کہاں ملی؟ انہی کی جھولی میں جا گرنے کے لیے دسیوں ترکیبیں، صلاحیتیں اور مال ورجال صرف کیے جانے لگے۔ اس پر

جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا

کہا جائے، یا اسے ان کی بے بصیرتی اور منہجی واصولی غلطیوں کا شاخسانہ قرار دیا جائے؟ جو بھی ہو، پوری امت فٹ بال کے بے رحم کھلاڑیوں کے جوتوں کی نوک جھونک اور مار ودھتکار کی شکار ہو کر رہ گئی۔ ''فهل من مدكر''۔

غرضیکہ امت کے فکر وخیال، اعمال واطوار اور اخلاق وکردار کو دیکھ امید کی کرن مزید مدھم ہوتی نظر آرہی ہے اور وقف ایکٹ کے حوالے سے بھی ہر بل میں گھسنے والوں اور بے جا للکار اور ہاتھوں کی جھنکار والے کم نہیں ہیں اور امت کی صفوں میں بعضوں کے جذباتی فیصلوں اور بعضوں کی مصلحت کوشیوں اور مفاد پرستیوں کی وجہ سے جو خلفشار کی صورت حال پیدا ہوتی جارہی ہے اس نے امت کو کس قدر الجھاؤ کا شکار کر رکھا ہے وہ اب پوشیدہ نہیں رہ گیا ہے، آج میں بہار کے متعدد مقامات اور جگہوں پر ہوں، یہ اضطراب صاف دکھائی دے رہا ہے۔ مگر پھر بھی امت خیر سے خالی نہیں اور ناامیدی کفر ہے۔ امت ملک وملت کے تئیں اپنا کردار ادا کرے گی۔ ان شاء اللہ

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

☆☆☆

ترجمان

امان اللہ شفیق تیمی

مدارس اسلامیہ کی تاریخ اور ہندوستانی مسلمانوں پر اس کے اثرات

بلاشبہ خاکدان گیتی پر کسی بھی قوم وملت اور جماعت و گروہ کو عزت ووقار، کامیابی وکامرانی، ظفر واقبال اور سر بلندی وسرخروئی سے ہمکنار ہونے کیلئے تعلیم وتربیت، علم وعرفاں کی فولادی قوت اور اس کے حسن انتظام کی انتہائی سخت ضرورت ہوتی ہے۔

مذہب اسلام نے ابتدا سے ہی نہ صرف تعلیم وتربیت کے لازوال اثاثہ سے سرفراز ہونے کی تعلیم دی ہے بلکہ اسکے انتظام وانصرام پر بھی پوری توجہ مبذول کی ہے۔ معلم انسانیت نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نبوت کی دولت سے سرفراز کیا گیا اور آپ کو دین متین کی تبلیغ واشاعت کا حکم دیا گیا تو آپ نے کھلے عام مکہ کے بادیہ نشینوں کے سامنے اللہ کا پیغام عام کرنا شروع کردیا، کفار مکہ کی طرف سے جہاں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا وہیں بہت سارے ذی شعور، صاحب الرائے اور حق پسند لوگوں نے اسلام قبول کرلیا، جب مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جانثاروں کی تعلیم وتربیت کی فکر دامن گیر ہوئی آپ نے کوہ صفا کے دامن میں حضرت عثمان بن ارقم کے گھر کو پہلا اسلامی تربیتی کیمپ بنایا اور صحابہ کرام کی جماعت کو یہیں تعلیم وتربیت اور مجلس ومشاورت سے فیضیاب کرنے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام اسی نادرونایاب عظیم درسگاہ نبوی کے فیض یافتگان رہے۔ اسی دوران مذہب اسلام کی شہرت اور اللہ کے دین کی روشنی مکہ کے اطراف و اکناف میں پھیلنے لگی تو مدینہ منورہ سے بھی کچھ لوگوں کا قافلہ بیت اللہ کی زیارت کے غرض سے مکہ آیا اور سب سے پہلے قبیلہ خزرج کے 6 افراد مشرف بہ اسلام ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے بعد جب مدینہ لوٹ گئے تو وہاں بھی دین اسلام کا چرچا ہونے لگا اور جب جب اگلے سال (نبوت کے بارہویں سال) جب مدینہ کے لوگ بیت اللہ کا حج کیلئے مکہ تشریف لائے تو 12 لوگوں نے منی کی گھاٹی میں چھپ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کیا، اس بیعت کو تاریخ وسیر میں بیعت عقبہ اولی کے نام سے جانا جاتا ہے، اور جب یہ لوگ مکہ سے واپس مدینہ جانے لگے تو وہاں ان نومسلم صحابیوں اور مدینہ کے دیگر لوگوں کی تعلیم وتربیت کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو معلم بنا کر بھیجا، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ پہنچ کر حضرت اسعد بن زرارہؓ کے گھر کو تعلیم وتربیت اور دعوت وتبلیغ کیلئے انتخاب فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم وتربیت اور افہام وتفہیم کیساتھ ساتھ دین اسلام کی ترویج واشاعت میں پوری طرح منہمک رہے آپ کی جانثارانہ کاوشوں اور مخلصانہ عمل پیہم نے مدینہ کی سرزمین پر عظیم انقلاب برپا کردیا، صرف دوسال ہی کی قلیل مدت میں مدینہ کے بیشتر لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد اللہ تعالی کے حکم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے، آپ نے یہاں بھی سب سے پہلے دین کی محافظت اور اسلام کی بلندی کے لئے مسجد قبا کی تعمیر فرمائی اور اس کے بعد جب آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر کرائی تو ساتھ ہی اس کے شمالی جہت میں ایک بڑا چبوترہ کا انتخاب فرمایا اور بعد کے دنوں میں یہی چبوترہ صفہ کے نام سے متعارف ہوا اور یہاں تعلیم وتربیت سے آراستہ ہونے والی خوش نصیب جماعت اصحاب صفہ کہلائی۔ مدرسہ صفہ یہ اسلام کا پہلا منظم تعلیمی ادارہ تھا جس کی پوری تعلیم وتربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زیر نگرانی ہوا کرتی تھی۔ اللہ تعالی نے مذہب اسلام کو بے پناہ ترقیوں اور بلندیوں سے ہمکنار کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی اسلامی سلطنت کے قابل رشک زمانہ کا آغاز ہوا، تمام خلفاء راشدین نے بھی دینی تعلیم وتربیت کی ترویج واشاعت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور یہی وجہ ہے کہ عرب کے صحرانشیں، بکری بھیڑ کے چرواہے دیکھتے ہی دیکھتے آسمان علم وعرفاں پر مہر وماہ کی طرح چمکنے لگے اور ان کے علم و ہنر کی ضیاپاشیاں پورے عالم اسلام کے سینوں کو منور کرنے لگیں۔ ملک عزیز ہندوستان میں مدارس اسلامیہ کی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم پڑتا ہے کہ یہاں مستقل حکومت کا قیام ساتویں صدی ہجری (602 / 604ھ) کے شروع میں قطب الدین ایبک سے شروع ہوتا ہے اور سلطنت کے قیام کا مشکل سے ایک صدی گزری تھی کہ ہندوستان علوم وفنون کا گہوارہ بن چکا تھا۔ مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ نے ماہنامہ الفاروق میں مدارس اسلامیہ کی تاریخ کے نام سے ایک تفصیلی تحریر میں مشہور مورخ علامہ مقریزی کی کتاب کتاب الخطط کے حوالہ سے انتہائی اہم بات لکھی ہیں، آپ رقمطراز ہیں ''سلطان محمد تغلق کے عہد میں دہلی کے اندر ایک ہزار اسلامی مدارس قائم تھے، جن میں مدرسین کیلئے شاہی خزانے سے تنخواہیں مقرر تھیں، تعلیم اس قدر عام تھی کہ کنیزیں تک حافظ قرآن اور عالمہ ہوا کرتی تھیں'' ہندوستان میں جب تک سلطنت

قائم تھی مدارس ومکاتب کی تعمیر وترقی کیلئے بادشاہوں، امراء اور مخیّرین حضرات نے اپنی دولت وثروت، جائداد واملاک اور قوت وسطوت کو چشمہ صافی کی طرح جاری رکھا جس سے تشنگان علوم وفنون اور علماء کرام پوری طرح سیراب ہوتے رہے لیکن اس ملک کو جب انگریزوں کے پنجہ استبداد نے اپنے آہنی زنجیروں میں جکڑنا شروع کیا تو مدارس اسلامیہ کے زوال کا وقت شروع ہوگیا۔ انگریز حکمران، عیسائی ماہرین تعلیم اور ولایتی مفکرین اس حقیقت کو اچھی جانتے تھے کہ مدارس اسلامیہ ملت اسلامیہ کی شہ رگ ہے اور مسلمانوں کو محکوم بنانے سے قبل ان کے مدارس اسلامیہ کو مفلوج کرنا انتہائی ناگزیر ہے چنانچہ 1857 کے غدر سے پہلے ہی 1838 ہی میں کمپنی کے قانون نے تمام اوقاف کو منسوخ کردیا تھا جو مدارس اسلامیہ کے حسن انتظام کیلئے مختص تھی۔ ہندوستانی مدارس کے لئے یہ انتہائی خطرناک اور مایوس کن حالات تھے، وقت کے نابغہ روزگار ہستی، عظیم محدث اور بے نظیر مبلغ حدیث شیخ الکل فی الکل حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے حلقہ درس کو بھی مسمار کردیا گیا، سید سلیمان ندوی کے مطابق ''حضرت میاں صاحب نے پہلے تو مسجد اورنگ آبادی میں درس گاہ قائم کی، جہاں 1270ھ تک جملہ علوم وفنون کی تدریس کرتے رہے پھر 1857 کو جب مسجد اورنگ آبادی کا علاقہ مسمار کردیا گیا تو حضرت میاں صاحب نے پھاٹک بخش خاں میں قیام کیا اور 1320ھ تک تفسیر وحدیث اور فقہ کا درس دیتے رہے'' (شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ 1220ھ۔۔۔۔۔ 1320ھ، محدث اکتوبر 1996۔۔ مولانا عبدہ الفلاح) اسی طرح حضرت میاں صاحب کے ایک شاگرد رشید مولوی ابراہیم آروی جن کا تعلق ملکی محلّہ آرہ بہار سے تھا انہوں نے بھی ہندوستان میں پہلا ایسا ادارہ قائم کیا جس میں دارالاقامہ کا انتظام تھا اور یہ ادارہ انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ کئی سالوں تک چلتا رہا، مدرسہ ہذا کے متعلق سید سلیمان ندویؒ نے بھی اپنی شہرہ آفاق تصنیف حیات شبلی میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے آپ لکھتے ہیں'' مولوی نذیر حسین کے شاگردوں میں مولوی ابراہیم صاحب آروی خاص حیثیت رکھتے تھے، وہ نہایت خوشگوار پرزور واعظ تھے، وعظ کہتے تو خود روتے اور دوسروں کو رولاتے، نئی باتوں میں سے اچھی باتوں کو پہلے قبول کرتے چنانچہ نئے طرز پر انجمن علماء، اور عربی مدرسہ اور اس میں دارالاقامہ کی بنیاد کا خیال پہلے انہی کے دل میں آیا اور ان ہی نے 1890ء میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے ایک مدرسہ آرہ میں قائم کیا اور اس کے لئے جلسہ مذاکرہ علمیہ کے نام سے ایک مجلس بنائی جس کا سال بہ سال جلسہ آرہ میں ہوتا تھا'' (حیات شبلی۔ سید سلیمان ندویؒ صفحہ 308) مذکورہ مدرسہ کو مولانا عبد اللہ صاحب غازیپوری، مولانا عبد السلام مبارکپوری، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی اور مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب، جونپوری جیسے نابغۂ روزگا علمی ہستیاں، عظیم محدثین اور بے نظیر مبلغان اسلام کی خدمات کا شرف حاصل ہے۔

1857ء کے بعد جب مدارس اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا تو ملک کے مسلمانوں کی زندگی میں گویا ایک عظیم انقلاب رونما ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ملک کے طول وعرض میں ہزاروں مدارس ومکاتب کا جال بچھنے لگا اور یہ مبارک ومیمون سلسلہ تاہنوز پورے آب وتاب کے ساتھ جاری ہے۔ ان مدارس اسلامیہ نے پوری ہمت و جواں مردی اور انتہائی اخلاص و جانثاری کے ساتھ اپنی خدمات جلیلہ کا آغاز کیا اور ہندوستانی مسلمان کے اذہان وقلوب کو عقیدہ توحید اور فرمان مصطفیٰ کے سرچشمہ مصفی سے سیراب کرنے لگے، مسلمانوں کے ایمان ویقین کی حفاظت، ملی تہذیب وثقافت اور دینی امتیازات کی محافظت میں پوری طرح سرگرم عمل رہ کر مذہب اسلام اور اس کے تشخص کو اصلی اور حقیقی صورت میں باقی رکھا۔ مدارس اسلامیہ سے ٹوٹی ہوئی چٹائیوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے والے بوریہ نشینوں کی ایسی معزز اور باوقار کھیپ تیار ہوئی جنھوں نے ملک عزیز میں اسلام کا شمع روشن کیا، علم وعرفاں، افکار وبصیرت اور شعور وآگہی کی فولادی قوت سے لیس، آہنی ارادوں اور چٹانی حوصلوں سے سرشار درویشوں کی اس مقدس جماعت نے سرزمین ہند سے الحاد وارتداد اور کفر وشرک کی تیز وتند آندھی کو نہ صرف ختم کیا بلکہ معترضین اسلام اور معاندین قوم وملت کو دندان شکن جواب دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا عبدالحق غزنوی، مولانا بشیر احمد شہسوانی اور شیخ الاسلام ابوالوفا مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمھم اللہ جیسی عظیم علمی شخصیات ان ہی مدارس اسلامیہ اور مراکز کتاب وسنت کی تیار کردہ جماعت ہیں جنھوں نے دین حنیف کی آبیاری اور اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت میں تاریخ ساز کارنامہ انجام دیکر پوری ملت اسلامیہ کیلئے بے نظیر مثالیں قائم کیں۔

ہندوستانی مسلمانوں پر مدارس اسلامیہ کے اثرات کو مختصراً دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلی قسم مسلمانوں میں پھیلی دینی بے راہروی، اخلاقی، سماجی اور تعلیمی انحطاط وپسماندگی کو دور کرنے میں مدارس اسلامیہ کے کردار سے تعلق رکھتی ہے جبکہ دوسری قسم مذہب اسلام پر معاندین اسلام کی طرف سے ہونے والے یلغار اور اعتراضات کے جواب میں مدارس اسلامیہ کے فارغین، منسوبین اور متعلقین کی خدمات سے متعلق ہے، مذکورہ بالا دونوں پہلوؤں پر درجہ ذیل سطور میں نکات کی شکل میں روشنی ڈالنے کی کوشش کرتا ہوں۔

1۔ پہلی قسم:۔ چونکہ مدارس اسلامیہ قوم وملت کے لئے شہہ رگ کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے ان مدرسوں نے اپنے قیام کے اول دن سے ہی طلباء کی ایسی

جماعت تیار کرنا شروع کیا جو اسلامی معاشرہ کی تعمیر و ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کر سکیں اور معاشرہ میں پھیلی دینی بے راہروی، اخلاقی پستی، اختلاف وانتشار، بغض وعناد، دجل وفریب، جعل سازی، غیبت وچغل خوری، حسد وجلن اور باہمی منافرت جیسی دیگر تمام برائیوں کی بھڑکتی آگ کو ٹھنڈی کر سکیں اور معاشرہ کو اعلی اخلاق و کردار، دینی حمیت، امن وامان، اتحاد واتفاق، آپسی ہم آہنگی اور باہمی میل جول کی عظیم نعمت سے ہمکنار کر سکیں اور شاید اسی عظیم مقصد کے پیش نظر مدارس اسلامیہ سے فراغت کرنے والے علماء کرام اور ائمہ عظام آج بھی مسلم سماج و معاشرہ میں مسند امامت وخطابت اور درس تدریس پر جلوہ افروز ہو کر قوم وملت کی اصلاح اور دین حنیف کی تعلیمات کی ترویج واشاعت میں انتہائی اہم اور قابل رشک خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کی آبادی کا بیشتر حصہ غربت وافلاس اور معاشی تنگی سے دوچار ہے، مدارس اسلامیہ ہی وہ دنیا کا واحد علمی قلعہ ہیں جو ان غریب ونادار طلباء کو روشن مستقبل فراہم کرنے کی غرض سے اپنے آغوش میں لے لیتا ہے اور انہیں اپنے سایۂ عاطفت میں رکھ کر منظم طریقہ سے تعلیم وتربیت کی فولادی قوت سے آراستہ کر کے ملک وقوم کی تعمیر وترقی کیلئے وقف کر دیتا ہے اور اس طرح سے مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی اور ناخواندگی وجہالت کی شرح کو کم کرنے میں انتہائی اہم اور لائق تحسین خدمات انجام دے رہا ہے۔

دوسری قسم:- مذہب اسلام کو ملک عزیز میں طرح طرح کے فتنوں سے بھی نبرد آزما ہونا پڑا اور مدارس اسلامیہ کے فارغین علماء کرام نے نہ صرف ان فتنوں کی سرکوبی کیلئے کتابیں تصنیف کیں بلکہ مکمل طور پر ان فتنوں کے خلاف سرگرم عمل رہے، ذیل کے سطور میں چند مشہور اور بڑے فتنوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

1۔فتنہ قادیان۔ اس فتنہ کا آغاز ہندوستان کے ایک قصبہ ''قادیان'' سے ہوا اور اس فتنہ کا بانی انگریز کا ایک خود ساختہ ایجنٹ مرزا غلام احمد قادیانی تھا، اس نے 1891ء میں نبوت کا جھوٹا دعوی کر دیا، یہ فتنہ سادہ لوح مسلمانوں کیلئے کوئی معمولی فتنہ نہیں تھا اور اس کو انگریزوں کی مکمل حمایت اور پشت پناہی حاصل تھی لیکن مدارس اسلامیہ کے تعلیم یافتہ علماء کرام کب خاموش بیٹھنے والے تھے انہوں اس فتنہ کو فوراً بے نقاب کیا اور اس کی بیخ کنی کیلئے ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ نوائے وقت کے کالم نگار جناب میاں محمد توقیر حفیظ نے لکھا ہے ''جب 1891 میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تو سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی نے اس کے کفر کو بے نقاب کیا اور سید نذیر حسین محدث دہلوی سمیت دوسو علماء کے دستخطوں سے متفقہ طور پر مرزا غلام قادیانی کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتوی جاری کیا۔ مرزا قادیانی سے سب سے پہلا مباہلہ جون 1893ء میں عیدگاہ اہل حدیث امرتسر میں مولانا عبدالحق غزنوی نے کیا۔ حیات مسیح پر پہلا تحریری مناظرہ مولانا بشیر احمد شہسوانی نے دہلی میں 1894ء کیا جہاں مرزا ملعون فرار اختیار کر گیا اس کے بعد سب سے پہلا کتابچہ مولانا اسماعیل علی گڑھی نے تحریر کیا سب سے پہلے کتاب کم عمری میں علامہ قاضی سلیمان منصور پوریؒ نے لکھی جو کہ بعد میں شہرہ آفاق مصنف کے طور پر مشہور ہوئے، سب سے پہلے قادیان پہنچ کر مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیت کی دھجیاں اڑانے والی عظیم شخصیت شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری کی تھی جن کو تمام مکاتب فکر فاتح قادیان کے لقب سے یاد کرتے ہیں یہی وہ مولانا ثناءاللہ امرتسری ہیں جن کے ساتھ مباہلہ کی دعا میں قادیانی ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوا'' (رد قادیانیت میں علماء کا کردار، نوائے وقت لاہور 7 ستمبر 2022)

2۔شدھی تحریک نے اسلام، قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر نہ صرف اعتراضات کئے بلکہ ''ستیارتھ پرکاش'' نامی کتاب بھی تصنیف کروا ڈالی لیکن مدارس اسلامیہ سے تعلیم پانے والے علماء کرام نے نہ صرف اس فتنہ کا پوری ہمت و جواں مردی کے ساتھ مقابلہ کیا بلکہ شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ نے تو اسکی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' کا انتہائی علمی اور مدلل انداز میں جائزہ لیا اور اس کی تردید میں ''حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش'' نامی کتاب لکھ ڈالی اور انہوں نے اس کتاب کے ذریعہ مصنف دیانند سرسوتی کی جہالت کو پوری دنیا کے سامنے اجاگر کیا اور اس طرح سے یہ تحریک مسلمانوں کے ساتھ ساتھ پوری دنیا والوں کے سامنے بے نقاب ہو گئی اور اس کے اثرات زائل ہوتے رہے۔

اس کے علاوہ دور جدید میں بھی مذہب اسلام کے سامنے مختلف قسم کے فتنوں کا بازار گرم ہے اور آج بھی ان فتنوں کی سرکوبی کے لئے مدارس اسلامیہ کے فارغین علماء کرام ہی پیش پیش ہیں اور ان فتنوں کی بیخ کنی دیگر علوم کے ماہرین کے بس کی بات بھی نہیں ہے۔ آج بھی مسلمانوں کے ایمان وعقائد پر مادیت، اشراقیت، الحاد اور ارتداد کا حملہ زوروں پر ہے، اسی طرح فتنہ شکیلیت، فتنہ انکار حدیث، فتنہ اہل القرآن اور انجینئر محمد علی مرزا کا فتنہ بھی سادہ لوح مسلم نوجوانوں کو اپنا نشانہ بنا رہا ہے اور ان تمام فتنوں کو قلع قمع کرنے میں علماء کرام اور ائمہ عظام ہی انتہائی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ مدارس اسلامیہ کی تاریخ اور ہندوستانی مسلمانوں پر اسکے اثرات انتہائی وسیع موضوع ہے لیکن راقم الحروف نے یہاں صرف اور صرف اس موضوع کا اجمالی جائزہ اس امید سے لیا ہے تاکہ قوم وملت کے مالداروں، بااثر شخصیات اور تعلیم یافتہ طبقہ کی توجہ مدارس اسلامیہ کی بگڑتی صورتحال کی طرف مبذول کرایا جا سکے اور مخیّرین حضرات کو سخاوت وفیاضی کا مظاہرہ کرنے کے لئے ترغیب دی جا سکے اور اس طرح مدارس اسلامیہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔ ☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مولوی عبدالحمید صاحب اٹاوی

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں

وہ کام جن کے کرنے سے مسلمان ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں جائے گا یہ ہیں:

(۱) من آمن بالله ورسوله واقام الصلوة وصام رمضان كان حقا على الله ان يدخله الجنة هاجر فى سبيل الله اوجلس فى ارضه التى ولدفيها.

جس نے سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول کو مانا اور نماز کو ٹھیک طور پر ادا کیا اور رمضان کے روزے رکھے اللہ پر ضروری ہوگیا کہ اس کو جنت میں داخل کرے خواہ اس نے اپنا وطن خدا کی راہ میں جہاد کے واسطے چھوڑا ہو یا اسی زمین میں ٹھہرا رہا جس میں پیدا ہوا۔ (بخاری)

(۲) من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة

''جو شخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جائے گا۔'' (مسلم)

(۳) من مات وهو يعلم انه لا اله الا الله دخل الجنة

''جو شخص مر جائے اور اس کو اس بات کا یقین ہو کہ اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ جنت میں جائے گا۔'' (مسلم)

(۴) عن ابى هريرة قال اتى اعرابى النبى صلى الله عليه وسلم فقال دلنى على عمل اذا عملته دخلت الجنة قال تعبد الله ولا تشرك به شيئا وتقيم الصلوة المكتوبة وتؤدى الزكوة المفروضة وتصوم رمضان قال والذى نفسى بيده لا ازيد على هذا شيئا ولا انقص منه فلما ولى قال النبى صلى الله عليه وسلم من سره ان ينظر الى رجل من اهل الجنة فلينظر الى هذا.

''ابو ہریرہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار آیا اور کہنے لگا مجھے ایسا کام بتایئے کہ جب میں اس کو کروں جنت میں جاؤں آپ نے فرمایا اللہ کو پوج اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر فرض نماز اور فرض زکوۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ وہ بولا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ اس سے کم۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا آپ نے فرمایا جو اس بات سے خوش ہو کہ ایک جنتی کو دیکھے تو اس کو دیکھ لے۔'' (بخاری مسلم)

(۵) ان فى الجنة بابا يقال له الريان يدخل منه الصائمون يوم القيامة لا يدخل منه احد غيرهم يقال اين الصائمون فيقومون فيدخلون منه فاذا دخلوا اغلق فلم يدخل منه احد (بخاری)

''جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ قیامت کے دن اس میں سے روزہ دار جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے سوا کوئی دوسرا اس میں داخل نہ ہوگا۔ پکارا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟ روزہ دار کھڑے ہوں گے اور اس دروازے میں سے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ اور جب داخل ہوجائیں گے دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس میں سے کوئی داخل نہ ہوسکے گا۔ (احمد بخاری مسلم)

(۶) الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة

مقبول حج کا بدلہ نہیں ہے مگر جنت (بخاری، مسلم، احمد، طبرانی)

(۷) مفتاح الجنة الصلوة ومفتاح الصلوة الطهور

''جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔'' (احمد، بیہقی)

(۸) ما منكم من أحد يتوضأ فيبلغ او يسبغ الوضوء ثم يقول اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله الا فتحت له ابواب الجنة الثمانية يدخل من ايها شاء

''جو کوئی تم میں سے اچھی طرح پورا وضو کرے پھر کہے۔ اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے جس میں سے چاہے جائے۔''

(۹) من صلى البردين دخل الجنة

''جس نے دو ٹھنڈے وقت (فجر اور عشاء) کی نمازیں پڑھیں جنت میں جائے گا۔ (بخاری، مسلم)

من قرأ آية الكرسى دبر كل صلوة مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنة الا ان يموت

''جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کو جنت میں جانے سے موت کے سوا کوئی چیز نہ روکے گی۔ (نسائی ابن حبان)

(۱۰) اتدرون ما اكثر ما يدخل الناس الجنة تقوى الله وحسن

الخلق

''جانتے ہوکون کام اکثر لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا؟ وہ اللہ کا ڈر اور نیک خلق ہے۔(ترمذی)

(۱۱) من اوی یتیما الی طعامه وشرابه اوجب الله له الجنة البتة الا ان یعمل ذنب لا یغفر

''جو اپنے کھانے پینے میں کسی یتیم کو شریک کرے اللہ عزوجل اس کے لئے جنت واجب کردیتا ہے سوا اس شخص کے جو ایسا گناہ کرے جو بخشا نہ جائے۔(جیسے شرک)

(۱۲) ان رجلا رای کلبا یاکل الثری من العطش فاخذ الرجل خفه فجعل یغرف له به حتی ارواه فشکر الله فادخله الجنة

''ایک شخص نے کتے کو دیکھا کہ پیاس کے مارے کیچڑ کھاتا تھا اس نے اپنا موزہ لیا اور اس میں پانی بھر کر اسے پلایا یہاں تک کہ اسے جھکا دیا۔ اللہ جل جلالہ نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی اس کو جنت میں داخل کردیا۔''(بخاری)

(۱۳) من یضمن لی ما بین لحیه وما بین رجلیه اضمن له الجنة

''جو مجھ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے وعدہ کرے کہ زبان اور شرمگاہ کو بیجا استعمال نہ کرے گا میں اس کو جنت دلانے کا وعدہ کرتا ہوں۔''(بخاری)

(۱۴) ادخل الله الجنة رجلا کان سهلا مشتریا وبائعا وقاضیا ومقتضیا

''اللہ سبحانہ نے ایک شخص کو جنت میں داخل کردیا جو خریدتے اور بیچتے اور ادا اور وصول کرتے وقت نرمی کرتا تھا۔(احمد نسائی ابن ماجہ بیہقی)

(۱۵) الجنة تحت اقدام الامهات

''ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔''(خطیب)

(۱۶) اتقوا الله وصلوا خمسکم وصوموا شهرکم وادوا زکوة اموالکم طیبة بها انفسکم واطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنة ربکم

''اللہ سے ڈرو پانچ نمازیں پڑھو رمضان کے مہینے کے روزے رکھو مالوں کی زکوۃ خوشی خوشی دو حاکم کی اطاعت کرو اپنے مالک کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔'' (ترمذی ابن حبان حاکم)

(۱۷) اذا صلت المرأة خمسها وصامت شهرها وحفظت فرجها واطاعت زوجها دخلت الجنة

''جب عورت پانچوں نمازیں پڑھے۔ رمضان کے مہینے کے روزے رکھے۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے (حرامکاری نہ کرے) شوہر کا کہنا مانے تو جنت میں جائے گی۔''(بزار، احمد، طبرانی)

(۱۸) من اماط اذی عن طریق المسلمین کتب له حسنة ومن تقبلت منه حسنة دخل الجنة

''جو مسلمانوں کے راستہ سے کسی تکلیف کی چیز (جیسے کانٹا کانچ کنکر پتھر وغیرہ) کو ہٹادے گا اس کے لئے نیکی لکھی جائے گی اور جس کی نیکی قبول ہوگی جنت میں جائے گا۔''(بخاری، ترمذی)

(۱۹) من سال الله الجنة ثلاث مرات قالت الجنة اللهم ادخله الجنة.

''جو شخص اللہ سے تین بار جنت کو مانگتا ہے تو جنت کہتی ہے یا اللہ اس کو جنت میں داخل کر۔''(ترمذی، ابن ماجہ)

(۲۰) اضمنوا لی ستا من انفسکم اضمن لکم الجنة اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم وادوا اذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم

''مجھ سے چھ باتوں کا اقرار کرو میں تم کو جنت دلانے کا وعدہ کرتا ہوں۔ جب بات کرو سچ بولو جب وعدہ کرو پورا کرو جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے ادا کردو شرمگاہوں کی حفاظت کرو (زنا نہ کرو) آنکھیں نیچی رکھو ہاتھوں کو روکو (کسی کو مارو اور ستاؤ نہیں)''۔(احمد، ابن حبان، حاکم، بیہقی)

(۲۱) من قاد عمی اربعین خطوط وجبت له الجنة

''جو اندھے کو چالیس قدم لے چلے اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔'' (ابویعلی، طبرانی، ابن عدی، ابونعیم، بیہقی)

(۲۲) ان الصدق یهدی الی البر وان البر یهدی الی الجنة

''سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔''(بخاری ومسلم)

(۲۳) اطعموا الطعام وافشوا السلام تورثوا الجنان

''(مسکینوں اور محتاجوں کو) کھانا کھلاؤ سلام کو فاش کرو جنت کے وارث بنو۔'' (طبرانی)

(۲۴) من سلک طریقا یلتمس فیه علما سهل الله له طریقا الی الجنة

''جو کوئی راہ چلے اور اس میں علم کو ڈھونڈھتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی

ایک راہ سہل کردے گا۔'' (ترمذی)

(۲۵) سورة من القرآن ماهي الا ثلاثون آية خاصمت عن صاحبها حتى ادخلته الجنة وهي تبارك

''قرآن کی ایک سورہ تیس آیت والی نے اپنے پڑھنے والے کی سفارش کی یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کرادیا۔ اور وہ سورہ تبارک ہے۔'' (طبرانی)

(۲۶) اول من يدعى الى الجنة الحمادون الذين يحمدون الله على السراء والضراء ''جنت کی طرف جو پہلے بلائے جائیں گے وہ لوگ ہوں گے جو فراغت اور تنگی میں اللہ کا شکر کرتے ہیں۔'' (طبرانی، حاکم، بیہقی)

(۲۷) الصبر والاحتساب افضل من عتق الرقاب يدخل الله صاحبهن الجنة بغير حساب.

''صبر اور احتساب (اللہ کی رضامندی اور ثواب کمانے کے لئے کوئی کام کرنا) غلام اور لونڈی آزاد کرنے سے بہتر ہیں۔ اللہ ان پر عمل کرنے والے کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔'' (طبرانی)

(۲۸) سيد الاستغفار ان تقول اللهم انت ربي لا اله الا انت خلقتني وانا عبدك وانا على عهدك ووعدك ما استطعت أعوذ بك من شر ماصنعت ابوء لك بنعمتك على وابوء بذنبي فاغفرلي فانه لا يغفر الذنوب الا انت من قالها من النهار موقنا بها فمات من يومه قبل ان يمسى فهو من اهل الجنة ومن قالها من الليل وهو موقنا بها فمات قبل ان يصبح فهو من اهل الجنة. ''سید الاستغفار یہ ہے کہ تو اللھم سے الا انت تک کہے جو کوئی اس دعا کو دن میں پڑھے اور اس کو اس کے مضمون پر یقین ہو پھر اسی دن شام سے پہلے مرجائے تو وہ جنتی ہوگا۔ اور جو شخص اسے رات کو پڑھے اور اس کے مضمون پر اسے یقین ہو اور صبح سے پہلے مرجائے تو وہ جنتی ہوگا۔'' (احمد، بخاری، نسائی)

(۲۹) من احيا الليالي الاربع وجبت له الجنة ليلة التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر ''جو چار راتوں یعنی ۸۔۹۔۱۰ ذی الحجہ اور عید الفطر کی راتوں کو عبادت کرے گا اس کے لئے جنت ضروری ہوجائے گی۔ (ابن عساکر)

(۳۰) مكارم الاخلاق من اعمال الجنة ''عمدہ اخلاق جنت کے کاموں سے ہیں۔'' (اخبار اہل حدیث امرتسر، ۱۲/ستمبر ۱۹۳۰ء مطابق ۱۸/ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ ص ۹۔۱۱)

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات و کاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد و مدارس و جامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ و اساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ '' جریدہ ترجمان'' (اُردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج'' (ہندی)، نیز ماہنامہ ''دی سمپل ٹروتھ'' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی و ضلعی جمعیات و معروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف و اضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج و دی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹیؒ

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کر دیا

عاص بن وائل مردود جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنتا۔ تو کہتا۔ اسے چھوڑ دو۔ وہ دم کٹا ہے۔ اس کے پیچھے اس کی نرینہ اولاد نہیں، اس کے انتقال کرتے ہی اس کا نام دنیا سے اٹھ جائے گا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کا انتقال ہوا۔ تو پاجی ابولہب کہنے لگا۔ آج کی رات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کٹ گئی۔

عرب کا محاورہ ہے کہ جب کسی کی نرینہ اولاد مر جائے۔ تو کہتے ہیں۔ بتر وہ اکیلا رہ گیا ہے۔ دُم بریدہ ہو گیا۔ مرنے کے بعد اس کا کوئی نام نہ لے گا۔ حضورؐ کی نرینہ اولاد کے انتقال پر ذلیل اور کمینے کافروں نے آپ کو ابتر کہا۔ دُم کٹا، بے برکتا کہ مرنے کے بعد آپ کا ذکر مٹ جائے گا۔

حاشاوکلا، اللہ تعالیٰ آپ کا نام رہتی دنیا تک رکھے گا۔ آپ کی شریعت ابدالآباد تک باقی رہے گی۔ آپ کی اطاعت ہر کہہ ومہہ پر فرض کر دی گئی ہے آپ کا پیارا اور پاک نام ہر ایک مسلمان کے دل اور زبان پر ہے، اور قیامت تک فضائے آسمانی میں عروج واقبال کے ساتھ گونجتا رہے گا۔ بحروبر میں ہر وقت اس کی منادی ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی اولاد پر اور ازواج واصحاب پر قیامت تک بے حد درود وسلام بھیجتا رہے۔

ارشاد خداوندی ہے: إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ''تحقیق دی ہم نے تجھ کو کوثر پس تو اپنے رب کی نماز پڑھ اور قربانی کر۔ یقیناً تیرا دشمن وہی ہے بے نسل۔''

اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو کوثر عطا کی۔ ایک مطلب تو کوثر سے حوض کوثر ہے جو عرصہ محشر میں ہوگا۔ جس میں جنت کی نہر کوثر سے دو پرنالے گریں گے۔ حضورؐ ساقی کوثر ہوں گے۔ اپنی امت کے موحدین کو کوثر سے جام بھر بھر کر پلائیں گے کوثر کی مٹی خالص مشک ہے۔ کنکر سچے موتی، پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوثر ایک جنتی نہر ہے۔ جس پر بہت بھلائی ہے۔ جو میرے رب نے مجھے عطا کی ہے۔ جس پر میری امت قیامت کے دن آئے گی۔ اس کے برتن آسمان کے تاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔ بعض لوگ اس (حوض کوثر) سے ہٹائے جائیں گے۔ تو میں کہوں گا۔ اے میرے رب یہ بھی میرے امتی ہیں۔ تو کہا جائے گا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں نکالی تھیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

معلوم ہوا کہ حضورؐ کے کامل دین میں اپنی طرف سے نیک کام یا نئے نئے مسئلے نکالنے والے بدعتی حوض کوثر کے پانی سے محروم رہیں گے۔ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ حضورؐ ان بدعتیوں کو سحقاً سحقاً فرمائیں گے۔ دور ہو جاؤ، دفع ہو جاؤ، لمن غیر بعدی میرے بعد دین کو (بدعتوں سے) بگاڑنے والو!

حضورؐ کے دشمن بے نشان ہو گئے: نیز کوثر کثرت سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی خیر کثیر کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر، بھلائی، نیکی اس کثرت سے عطا کی ہے کہ ساری آدم کی اولاد، آپ جتنی بھلائیاں، نیکیاں نہیں رکھتی، یوں سمجھو کہ اگر تمام نبیوں اور ان کی امتوں کی نیکیاں ترازو کے ایک پلڑے میں ڈال دیں۔ اور دوسرے پلڑے میں حضورؐ انور کی نیکیاں ڈال دیں۔ تو پلڑا حضورؐ ہی کا بھاری ہوگا۔ پھر کتنا بلند ہوا آپ کا ذکر، اور کتنی اونچی ہوئی آپ کی شان اور کتنا چمکا آپ کا نام۔ اگر آپ کی نرینہ اولاد نہ رہی۔ تو کیا ہوا۔ ذکر خیر، اور نام ونشان حضورؐ کا ابدالآباد تک روشن ہوا۔ جتنی عزت، حرمت، ادب، احترام، محبت، عقیدت اور ارادت سے آپ کا نام چودہ سو سال سے لیا جا رہا ہے۔ اور ذکر خیر کیا جا رہا ہے، اور قیامت تک نام پاک کا سورج اسی طرح درخشاں رہے گا۔ اس کی کوئی مثال نہیں ہے، کمینے اور ذلیل کافر حضور کو ابتر تو کہتے کہ اس کی نرینہ اولاد نہیں رہی، اس کا کوئی نام تک نہیں لے گا۔ لیکن ہوا یہ کہ آپ کے بدخواہ اور دشمن ہی بے نشان اور بے نسل ہو گئے۔ حضورؐ کی بے شمار اولاد (امت) آپ کا اتباع کرنے اور آپ پر دعائے درود وسلام بھیجنے والی قیامت تک رہے گی۔ کتنی بلند ہوئی آپ کی یاد!

ساری امت حضور کی صدقہ جاریہ ہے: صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوثر سے مراد وہ بھلائی اور خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو نیکیوں، بھلائیوں، ثوابوں اور اجروں کے بے شمار دریا اور سمندر عطا کئے ہیں اور اتنی خیر کثیر بخشی ہے کہ صدہا خلا بھر جائیں تو ختم نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دکھانے اور بتانے سے ہر نیکی کے بانی اور موجد ہیں۔ پھر جو شخص آپ کی بتائی اور کر کے دکھائی نیکی پر عمل کرتا ہے۔ اس کا ثواب بطور صدقہ جاریہ کے اللہ حضورؐ کو بھی مرحمت فرماتا ہے کیونکہ آپ دال علی الخیر

ہیں۔

تو تمام صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ کے نیک اعمال کا ثواب واجر حضورؐ کو بھی ملے گا۔ اور آج تک اور قیامت تک کی امت کے عملوں کا اجر بھی رحمت عالم کے نامہ اعمال میں جائے گا کہ ساری امت آپ کا صدقہ جاریہ ہے، کیونکہ حضورؐ نے ہر نیک عمل کی بنیاد رکھی ہے۔ اب ذرا حضورؐ کی خیر کثیر کی طرف نظر دوڑائیں۔ کہ خود حضورؐ کی ذاتی نیکیاں کس قدر ہیں اور وہ نیکیاں آپ کی شان، بزرگی اور مرتبہ کے لحاظ سے کتنی وزنی ہیں۔ اور پھر ساری امت کی مجموعی نیکیوں کا صدقہ جاریہ کس قدر خیر کثیر ہے۔ جو اللہ نے حضورؐ کو عطا کی ہے۔ اور حوض کوثر بھی اسی خیر کثیر میں شامل ہے۔ دیکھئے اللہ نے کتنا بلند کیا آپ کا ذکر اور کتنی درخشانی بخشی آپ کے نام کو۔

نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے۔ از بس کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو حوض کوثر کی خیر اور خیر کثیر عطا کی۔ جس کا شمار اور احصاء نہیں ہوسکتا۔ اس لئے فرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (شکرانہ میں) اپنے رب کی نماز پڑھئے۔ اور قربانی کیجئے۔

مشرکین سجدے اور قربانیاں اللہ کے سوا اوروں کے نام کی کرتے تھے، تو اللہ نے فرمایا۔ تم صرف میری ہی خالص عبادت کرو۔ اور صرف میرے ہی نام پر قربانی کرو۔ جیسے فرمایا۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (الانعام: ۱۶۲-۱۶۳)

''کہ تحقیق نماز میری اور عبادتیں (قولی، بدنی، مالی) میری اور زندگی میری، اور موت میری، واسطے اللہ رب العالمین کے ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا (مسلمان) ہوں۔''

اللہ تعالیٰ وہی عبادت قبول کرتا ہے جس میں شرک نہ ہو۔ مشرکین مکہ کو اس لئے مشرک کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے، اور وہی عبادت غیروں کے لئے بھی بجالاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو حکم دیا کہ صرف میری ہی عبادت کرو۔ یعنی نماز پڑھو۔ اور صرف میرے ہی نام کی قربانی کرو۔ شرک سے مبرا!

افسوس آج کل کے بعض مشرک مسلمان صلوۃ الغوثیہ پڑھتے ہیں اور بکرے دنبے وغیرہ غیر اللہ کے نام نذر کرتے ہیں۔ قبروں کے عرسوں پر جانور لے جاتے ہیں اور وہاں ذبح کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت میں یہ ارشاد ہے کہ نماز وغیرہ عبادت، صرف اللہ ہی کے لئے ہو۔ اور قربانی بھی فقط اللہ ہی کے واسطے کرو۔

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ''بے شک تیرا دشمن ہی ابتر ہے۔''

یعنی اے پیغمبر! غم نہ کر جو کافر تجھ کو ابتر کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دشمن تیرا ہی ابتر ہے، نام اس کا ہی مٹ جائے گا۔ نشان اس کا ہی نہ رہے گا۔ نسل تیرا ہی ابتر ہے، نام اس کا ہی مٹ جائے گا۔ نشان اس کا ہی نہ رہے گا۔ تیرا قول وفعل قیامت تک چمکے گا تیری سیرت کی قندیلیں تا نور نیرین جگمگائیں گی۔ کیونکہ

ورفعنا لک ذکرک

''اور ہم نے تمہارے ذکر (خیر) کو بلند کیا۔''

حضورؐ کا ذکر قیامت تک بلند رہے گا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضورؐ کے نام کو بھی اپنا رسول ہونے کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ جیسے:

اطیعوا الله واطیعوا الرسول ''اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی۔''

من یطع الرسول فقد اطاع الله ''جس نے اطاعت کی رسول کی، اس نے اطاعت کی اللہ کی۔''

ساری امت کو حکم ہے کہ اللہ کی اطاعت رسول کے طریقے کے مطابق کرو۔ تو جو حضورؐ کے طریقے کے مطابق اللہ کی اطاعت کرے گا۔ وہی اطاعت (نماز، روزہ وغیرہ) اللہ قبول کرے گا۔ پس اطاعت رسول اللہ کی اطاعت ہوئی۔ مزید ارشاد ہے:

واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم

''اور رسول کی اطاعت کرو اور نہ باطل کرو اپنے عملوں کو''

یعنی جو عمل غیر مسنون طریقے پر کرو گے۔ وہ باطل اور برباد ہوجائے گا۔ تو ساری امت پر اللہ نے امتثال اوامر میں حضورؐ کی اطاعت فرض کردی ہے کتنا آپ کے ذکر خیر کو اللہ نے بلند کیا ہے کہ بغیر آپ کے اتباع کے کوئی عمل ہی قبول نہیں۔

آیت ذیل میں بھی اللہ کے نام کے ساتھ حضورؐ کا نام آیا ہے:

ومن یعص الله ورسوله فان له نار جهنم اور جس شخص نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی، پس اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔''

پس اللہ کے ذکر کے ساتھ حضورؐ کا ذکر ہونا آپ کی بلندی شان اور رفعت ذکر پر دلالت کرتا ہے۔

قرآن مجید میں آپ کی رسالت کا ذکر کثرت کے ساتھ آیا ہے تو جب تک قرآن پڑھا جائے گا۔ قرآن پر عمل ہوتا رہے گا۔ اس وقت تک حضورؐ کا ذکر بھی بلند رہے گا۔ رسالت کا مہر نیمروز تا صور اسرافیل دمکتا رہے گا۔

مرور حیات کا نور: شہادت کے کلمہ میں جب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دی جاتی ہے۔ اشھد ان لا الـه الا اللـه ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔'' تو ساتھ ہی حضورؐ کی رسالت کی شہادت بھی دی جاتی ہے۔ واشھد ان محمدا عبده ورسوله اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

اللہ کی توحید کی شہادت کے ساتھ کروڑوں مسلمان نماز کے اندر (قعدہ میں) حضورؐ کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔ ہر روز پانچوں نمازوں میں، سنتوں میں، تہجد، اشراق، تسبیح اور نوافل میں ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھ کر رفعت ذکر خیر الوریٰ کرتے ہیں۔ علماء اور خطیب حضرات اپنے وعظوں اور خطبوں میں بھی حضورؐ کی رسالت کی گواہی دے کر ان کے ذکر کو اونچا کرتے ہیں۔ روئے زمین پر مساجد کے اندر مؤذن اشھد ان محمدا رسول اللہ پکارتا ہے اور حضورؐ کے ذکر کو بلند کرتا ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا۔ جب دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں اذان نہ ہوتی ہو۔ گویا چوبیس گھنٹے اذانوں میں محمد کا نام صلی اللہ علیہ وسلم گونجتا رہتا ہے۔

پھر آسمانوں میں فرشتے، اور زمین پر جن اور انسان، بڑی محبت اور عقیدت سے پڑھتے ہیں۔

اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

کوئی دن، کوئی گھنٹہ، کوئی منٹ، کوئی سیکنڈ ایسا نہیں گزرتا جس میں خواجہ بدر وحنین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی بارش نہ ہو رہی ہو۔ اور سلام کے پھول نہ برس رہے ہوں۔

کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، حقوق العباد، حقوق اللہ وغیرہ حضورؐ نے امت کے آگے اپنے عمل کے ساتھ پیش کئے ہیں۔ تو جب بھی مسلمان ان احکام پر عمل کرے گا۔ تو لامحالہ حضورؐ کی یاد تازہ ہو جائے گی، اور آپ کے ذکر کی بلندی اس کی پیشوائی کرے گی۔ تمدنی، معیشی، معاشرتی، اقتصادی اور اخلاقی، دنیا میں چودہ سو برس سے حضورؐ کی اداؤں کی شمعیں جل رہی ہیں۔ یہ شمعیں بھی تو آپ کا ذکر بلند ہے۔

مسلمان پیدائش سے لے کر موت تک طوعاً وکرہاً سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر بلند کے سایہ میں ہے، اس کی زندگی لامحالہ سنت اور حدیث کی روشنی میں گزرتی ہے۔ پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان اور اقامت پکارتے ہیں۔ اذان اور اقامت میں حضورؐ کا نام پاک آتا ہے، تو گویا بچے کے دماغ کی صاف سلیٹ پر اشھد ان محمدا رسول اللہ نقش کیا جاتا ہے۔ پھر وہ بچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور سنن کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ اس کا نام رکھنا، سر کے بال اتارنا، عقیقہ کرنا، ختنہ کرنا، اس کی تعلیم اور تربیت، شادی، زوجین کے حقوق، والدین اور اولاد کے حقوق، ہمسایوں کے حقوق، معاشی، مذہبی اور اخلاقی مسائل، صلہ رحمی اور قرابت کی ذمہ داریاں، راعی اور رعایا کے تعلقات، تجارت، معاملات، حسن سلوک، فضائل اور رذائل اوامر اور نواہی، مواخات اور موالات، بیماری، موت، تجہیز، تکفین اور تدفین کے مسائل۔ یہ سب امور سنت اور حدیث کے نور میں انجام پاتے ہیں۔ سنت اور حدیث حضورؐ کا ذکر ہے۔ جب ذکر پر عمل کیا۔ تو ذکر بلند ہوا۔

قرآن مجید کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر:۹)

"تحقیق ہم نے اتارا ہے ذکر (قرآن) اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔"

یہاں قرآن کو ذکر کہا گیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں قرآن کی تشریح ہیں۔ یا عملی قرآن ہیں۔ پس قرآن بھی ذکر ہے۔ اور عملی قرآن، یعنی حدیثیں بھی ذکر ہے۔ جب امت حدیثوں پر عمل کرے گی۔ تو حضورؐ کا ذکر بلند ہوگا۔ غور کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اللہ نے اتنا بلند کر دیا ہے کہ حضورؐ ایک منٹ کے لئے بھی بھلائے نہیں جا سکتے، آپ کے قول وفعل، سنت وحدیث، سیرت طیبہ، اسوہ حسنہ، اور مرور حیات کا نور ہر حین وآن ظلمت ربا ہے، اور مسلمان کی زندگی کے لئے ہر لحہ(۱) رہبر و پیشوا ہے۔

(۱) جن سید الکونین، سید المرسلین، سید ولد آدم، خاتم النبیین رسول رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور یاد ہر لحہ اور ہر گھڑی مسلمان کی زندگی میں موجود ہو۔ جن کی رسالت کا آفتاب کبھی غروب نہ ہو، ان بعد از خدا بزرگ رسولؐ کا جنم دن (کرشن جی کی جنم اشٹمی کی طرح) منانا ان کی شان کے منافی نہیں ہے؟ مسلمانو! سوچو! کدھر جا رہے ہو! حضورؐ کی محبت اور عقیدت کا کمال یہ ہے کہ ان کا اتباع کیا جائے۔ نور سیرت سے زندگی کا ہر گوشہ منور ہو!

سلام صدق و امانت کی شانِ عالی پر
سلام خلق و مروت کی بے مثالی پر
سلام پاکی گوہر پہ جس کے دامن کو
کثافتوں کا تصور بھی چھو نہ سکتا ہو
سلام اس دل روشن کی حق اساسی پر
سلام ان کے کمالِ خدا شناسی پر
سلام حکمت و دانش پہ، جس کا ہر ارشاد
بنا ہے قصر صلاح و فلاح کی بنیاد
یقین محکم و ایمان مستقل پہ سلام
خلوص و مہر و وفا و صفائے دل پہ سلام
دلِ حزیں کی یہ سب سے بڑی تمنا ہے
مرا سلام میری روح کا تقاضا ہے
(کمالی)

☆☆☆

معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقصانات

ابومعاویہ شارب بن شاکر السّلفی

آج ایک انسان کو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے یہی وجہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جی چراتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حکم رسول کی مخالفت ایک معمولی چیز ہے مگر جب یہی حضرت انسان معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جہنم کے حوالے کر دیا جائے گا اور جب جہنم کی آگ میں جھلسے گا تب اسے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوگا کہ اس کے لئے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کتنی ضروری تھی چنانچہ جب یہ حضرت انسان اپنے کرتوتوں اور اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم کے حوالے کر دیا جائے گا تو وہاں پر اسی بات کی آرزو اور تمنا کرے گا کہ کاش اس نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی، کاش اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کی ہوتی، اہل جہنم کی ان خواہشوں اور امیدوں کو بیان کرتے ہوئے رب العزت نے فرمایا کہ " يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَالَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا " جس دن مجرموں کے چہرے آگ میں الٹ اور پلٹ کئے جائیں گے تو اس دن اور اس وقت سارے کے سارے مجرمین حسرت وافسوس سے کہیں گے کہ کاش!! ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے۔(الاحزاب:66) اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جی چرانے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے صرف آرزو اور تمنا کرنے پر ہی بس نہیں کریں گے بلکہ میدان محشر میں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو چبا چبا کر کہیں گے کہ " وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَالَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا " اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا کہ ہائے کاش میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ اختیار کی ہوتی۔(الفرقان:27)

آج جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں، سنت کے خلاف عمل کرتے ہیں، اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جی چراتے ہیں کل بروز قیامت ایسے لوگ کیسی آرزوئیں اور امیدیں کریں گیا ور کیسی حرکت کریں گے، افسوس صد افسوس آج جب لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں جب کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے خلاف جانا بے ایمانی اور منافقت ہے مزید دنیا و آخرت میں اپنے آپ کو ہلاک و برباد کرنا بھی ہے، معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں سب خطرناکیوں کو واضح کرنے کے لئے آج ہم نے اس موضوع کا انتخاب کیا تا کہ ہم سب معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حتی المقدور بچیں اور اپنے آپ کو دنیا و آخرت میں ہلاک و برباد ہونے سے بچالیں:

1۔معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعمال کی بربادی: اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جہاں ایک طرف رب العالمین نے نیک عملوں کو شرف قبولیت سے نواز کر پورے اجر وثواب کا وعدہ کر رکھا ہے وہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کا سب سے عظیم خسارہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے سارے کے سارے نیک اعمال رائیگاں وبیکار ہو جاتے ہیں گرچہ وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ " کہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو (اور اطاعت سے منہ موڑ کر) اپنے عملوں کو ضائع و برباد نہ کیا کرو۔(محمد:33) اسی بات کو جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ یوں بیان کیا کہ " مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ " ہر وہ کام جس پر میرا حکم نہیں وہ مردود ہے۔ (بخاری:2697، مسلم:1718)

2۔معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے ایمانی اور منافقت کی نشانی ہے: قرآن مجید کے اندر جہاں اللہ رب العزت نے مومنوں کا شیوہ اطاعت الہی اور اطاعت رسول قرار دیا ہے وہیں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والے لوگوں کے بے ایمان ومنافق قرار دیا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:" وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ، وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ " بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالی اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت قبول کر لی ہے، مگر پھر ان میں سے ایک جماعت اقرار کرنے کے باوجود بھی اطاعت سے منہ پھیر لیتا ہے، ایسے لوگ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہیں کیونکہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ رسول ان کے جھگڑے کو حل کر دیں تو ان میں سے ایک جماعت منہ پھیر لیتی

ہے۔(النور: 47 -48)اسی طرح سے رب العالمین نے سورہ النساء آیت نمبر 61 کے اندر اطاعت رسول سے منہ پھیر لینے کو منافقوں کی نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ " وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا "اور جب ان منافقوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آؤ تو (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ منافقوں کو دیکھیں گے یہ لوگ آپ کی طرف آنے سے رک جاتے ہیں۔

3۔معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف وانتشار کا سبب ہے: افسوس صد افسوس جس امت کا اللہ بھی ایک، رسول بھی ایک، دین بھی ایک، قبلہ بھی ایک اور جس امت کو ہر معاملے میں وحدت کا سبق سکھلایا گیا، اتحاد واتفاق سے رہنے کی بار بار تلقین کی گئی مگر آج وہی امت مختلف گروہوں میں بٹ کر تتر بتر ہوگئی ہے، اختلاف وانتشار کی آگ میں جھلس رہی ہے۔اور اس انجام بد کا واحد سبب صرف اور صرف حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ موڑنا ہے، معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی خطرناکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رب العالمین نے فرمایا کہ:" وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو (اور اپنے رسول کی مخالفت کرتے ہوئے) آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہوجائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، صبر سے کام لو یقیناً اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(انفال:46)

4۔معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم گمراہی کی علامت ہے: اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ایک طرف ہدایت کی علامت ہے وہیں پر معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم گمراہی کی پہچان اور نشانی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: " وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا " اور کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، یاد رکھو اللہ تعالی اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔(الاحزاب:36)

5۔ معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں سخت عذاب پانے کا سبب ہے: اطاعت رسول کی وجہ سے جہاں ایک طرف ایک انسان اللہ کی رحمت کا حقدار بن کر جنت میں جگہ پالیتا ہے وہیں پر معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ایک انسان دنیا وآخرت میں سخت سے سخت سزا وعذاب سے دوچار ہوگا، رسول اللہ کی نافرمانی پر دنیاوی عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے قرآن یہ اعلان کررہا ہے کہ اے لوگو سن لو!" فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" کہ جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔(النور:63) صحیح مسلم حدیث نمبر 2021 کی روایت ہے سلمہ بن اکوعؓ نے یہ سچا واقعہ بیان کیا کہ " أَنَّ رَجُلاً أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِشِمَالِهِ" ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ " كُلْ بِيَمِينِكَ" دائیں ہاتھ سے کھاؤ، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر وہ انسان کبر وغرور میں مبتلا ہوگیا اور کہنے لگا کہ " لَا أَسْتَطِيعُ " مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے، اس کے جواب کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جا اللہ کرے کہ " لَا اسْتَطَعْتَ" تجھ میں اس کی طاقت نہ ہو، راوئ حدیث کا بیان ہے کہ پھر تو اس انسان کے ساتھ ایسا ہوا کہ " فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ" وہ انسان اپنا دایاں ہاتھ عمر بھر اپنے منہ تک نہ لے جاسکا۔اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر آخرت کے دن کی سخت اور دردناک عذاب کی خبر دیتے ہوئے قرآن یہ بھی اعلان کررہا ہے کہ اے لوگو یاد رکھو!" وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ" اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو یقیناً اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔(الانفال:13)

6۔ معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ذلت ورسوائی کا سبب ہے: اطاعت رسول کی وجہ سے جہاں ایک انسان دنیا وجہاں میں شرف وعزت سے دوچار کیا جاتا ہے وہیں پر معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ایک انسان اس جہاں اور اس جہاں میں ذلیل ورسوا کیا جائے گا، آج اس جہاں میں سب سے زیادہ جو قوم ذلیل ورسوا ہورہی ہے وہ مسلم قوم ہے اور اس کا سب سے بڑا سبب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے، اس بات کا اعلان تو رب العزت نے پہلے سے ہی کررکھا ہے کہ " اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ" بے شک کہ جو لوگ اللہ تعالی کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں تو وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔(المجادلہ:20) اسی بات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اس طرح سے بیان کیا کہ " وَجُعِلَتِ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي" ذلت ورسوائی ہر اس انسان اور ہر اس قوم کے

لئے مقرر ہے جس نے میری نافرمانی کی۔(مسند احمد: 5667)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر کس طرح سے ایک انسان ذلیل ورسوا ہوسکتا ہے میں ایک واقعہ نقل کررہا ہوں تاکہ آپ کو کامل یقین ہوجائے کہ نجات صرف اورصرف اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں ہے اورمعصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تباہی وبربادی کے سوا کچھ بھی نہیں رکھا ہے، براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جبیر انصاریؓ کو امیر بنا کر پچاس ماہر تیراندازوں کو جبل رماۃ پر مقرر کردیا اور انہیں اس بات کی تاکید کہ اے میرے صحابیو سن لو!" لَا تَبْرَحُوْا إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَإِنْ رَأَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا " ہم جیتے یا ہارے تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، ہم مارے جائیں پھر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، غالب ہوجانے کے باوجود بھی تم لوگ یہاں سے نہ ہٹنا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر ہم ہار گئے ہیں پھر بھی تم اپنی جگہ سے ہٹ کر ہماری مدد کو نہ آنا، اگر ہم مال غنیمت سمیٹ رہے ہوں پھر تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، بلکہ آپ نے یہاں تک کہا تھا کہ اگر تم لوگ دیکھو کہ ہمیں پرندے اچک رہے ہیں پھر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تاکیدی حکم دی کہ جب تک میں نہ بلا بھیجوں تب تک تم لوگ یہاں سے ہٹنا نہیں۔

راوئ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب کفار سے ہماری جنگ چھڑ گئی اوران کی فوج تتر بتر ہونے لگی اور تقریبا ہم نے جنگ جیت لی تھی، ان کی عورتیں بھی اپنی جان بچا کر پہاڑوں کی دامن میں پناہ لینے کے لئے ادھر ادھر بھاگنے لگیں تو جب یہ منظر جبل رماۃ پر متعین تیراندازوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ جنگ اب ختم ہوچکی ہے چلو مال غنیمت حاصل کرتے ہیں، کسی نے کہا کہ ہم جنگ جیت چکے ہیں، اب ہم کیوں انتظار کریں؟ اس پر ان کے امیر لشکر عبداللہ بن جبیرؓ نے کہا: کیا تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تاکیدی حکم بھول گئے کہ کسی بھی حال میں اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کردیا اور اس جگہ کو چھوڑ کر چالیس تیرانداز مال غنیمت وغیرہ حاصل کرنے چلے گئے، پھر کیا تھا جب کافروں نے دیکھا کہ وہاں پر اب بہت تھوڑے لوگ بچے ہیں تو پیچھے سے حملہ کردیا پھر تو میدان جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی کی وجہ سے فتح شکست میں تبدیل ہوگئی، اب مسلمان میدان جنگ میں تتر بتر ہونے لگے، مسلمانوں کو شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، ستر صحابۂ کرام شہید ہوگئے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بال بال بچے اور آپ کا سر اور چہرۂ مبارک بھی زخمی ہوگیا، آپ کے دندان مبارک بھی شہید ہوگئے۔ (بخاری: 3039،4043) حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے کس طرح سے فتح شکست میں، فائدہ نقصان میں تبدیل ہوگیا، صحابہ کرام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانی ومالی نقصان سے دوچار ہونا پڑا، پتہ یہ چلا کہ حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے سے جانی ومالی نقصان کے ساتھ ساتھ ذلت ورسوائی کے سوا کچھ اور نہیں ملے گا۔

7۔ معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نافرمان لوگوں کی پہچان ہوتی ہے: اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ایک طرف مومن کا شعار اور مومن کی پہچان ہوتی ہے وہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرنا نافرمان لوگوں کی نشانی اور علامت ہوا کرتی ہے جیسا کہ جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں فتح مکہ والے سال میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے روزے رکھ لئے تھے، لیکن جب آپ کُراع الغمیم مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ لوگوں نے بھی روزے رکھ لئے ہیں، ایسا دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگایا اور اسے اتنا اونچا کیا کہ تمام لوگوں نے دیکھ لیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے سامنے میں پانی پی کر اپنا روزہ توڑ دیا، ایسا دیکھ کر اکثر لوگوں نے بھی اپنے اپنے روزے توڑ دئے مگر کچھ لوگوں نے اپنا روزہ برقرار رکھا اور نہیں توڑا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا کہ "أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ، أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ" ایسے لوگ نافرمان ہیں، ایسے لوگ نافرمان ہیں۔(مسلم: 1114) یاد رکھ لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی درحقیقت اللہ کی نافرمانی ہے جیسا کہ خود حبیب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:" مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللهَ" کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے درحقیقت اللہ کی نافرمانی کی۔(بخاری: 7137) ایک دوسری روایت کے اندر اسی بات کو ایک تمثیل کی ذریعے سمجھائی گئی ہے کہ دو فرشتوں جبرئیل ومیکائیل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں آکر بتایا اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس انسان جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور وہاں پر کھانے کی دعوت رکھی اور پھر ایک بلانے والے کو بھیجا کہ جاؤ لوگوں کو بلا لاؤ، چنانچہ جس نے بلانے والے کی دعوت کو قبول کرلی وہ گھر میں داخل ہوگیا اور دسترخوان سے کھانا بھی کھایا اور جس نے بلانے والے کی دعوت کو قبول نہیں کیا تو نہ وہ گھر میں داخل ہوسکے گا اور نہ ہی وہ دسترخوان سے کھانا کھا سکے گا، اب فرشتوں نے اس مثال کی وضاحت کی کہ " فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ ﷺ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّداً ﷺ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّداً ﷺ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ" گھر تو جنت

ہے اور بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اب جو ان کی اطاعت کرے گا وہ درحقیقت اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ درحقیقت اللہ کی نافرمانی کرے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔(بخاری:7281)

8۔معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنیوالوں سے قطع تعلقی کا اعلان: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کتنی خطرناک چیز ہے اس بات کا اندازہ آپ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے قطع تعلقی کا اعلان کیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ جولوگ میری سنتوں کے خلاف عمل کریں گے، جولوگ مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے، جولوگ میرے حکم کی خلاف ورزی کریں گے ایسے لوگوں سے میرا کوئی تعلق نہیں جیسا کہ سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ازواج مطہراتؓ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادتوں کے بارے میں پوچھا، جب انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادتوں کے بارے میں بتائی گئی تو انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہنے لگے کہ ہم کہاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کہاں سے ہوسکتے ہیں، اللہ نے تو آپ کے تمام اگلے اور پچھلے گناہوں اور خطاؤں کو معاف کردیا ہے، پھر بھی آپ اتنی زیادہ عبادتوں کا انجام دیتے ہیں، اب تو ہم بھی بہت عبادت کریں گے، پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ " فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَداً" اب سے میں رات بھر نماز ہی پڑھتا رہوں گا کبھی آرام ہی نہیں کروں گا، اور دوسرے نے کہا کہ میں تو اب سے " أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ" بلا ناغہ ہمیشہ روزہ ہی رہوں گا، اور تیسرے نے کہا کہ رہی میری بات تو میں نے بھی یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ " أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَداً" اب سے میں بھی عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تینوں حضرات کی ان باتوں کی خبر ہوئی تو آپ نے انہیں بلاکر پوچھا کہ کیا تمہیں لوگوں نے ایسا اور ایسا کہا ہے سن لو!" وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَ أَتْقَاكُمْ لَهُ وَ لَكِنِّي أَصُومُ وَ أُفْطِرُ وَ أُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَ أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ" اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں لیکن میں تو روزے بھی رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں، راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور تو اور میں نے تو نکاح بھی کررکھے ہیں،" فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي" جس نے میری سنتوں سے منہ موڑا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (بخاری:5063،مسلم:1401)

9۔معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہلاکت اور تباہی کا باعث ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری سے جہاں ایک طرف دنیا وآخرت میں نجات ہی نجات ہے وہیں دوسری طرف معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے دنیا وآخرت میں تباہی ہی تباہی ہے جیسا کہ عرباض بن ساریہؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا" لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لا يَزِيغُ بَعْدِي عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ" میں تمہیں ایسے روشن دین پر چھوڑ کر جارہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے اب اس دین سے وہی شخص روگردانی کرے گا جو ہلاک وبرباد ہونے والا ہو۔(کتاب السنة للألبانیؒ:49) یقیناً جو انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا وہ ہرطرح کی ہلاکت وبربادی سے محفوظ رہے گا اور جو انسان آپ کے خلاف جائے گا خود ہی ہلاکت وبربادی سے دوچار ہوگا اسی بات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعے کچھ یوں سمجھایا کہ لوگو سن لو! میری اور اس کی مثال جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے اس شخص جیسی ہے جس نے اپنی قوم کے پاس آکر یہ کہا کہ اے میری قوم کے لوگوں سن لو! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک فوج دیکھی ہے (جو تمہارے اوپر حملہ کرنا چاہتی ہے) اسی لئے میں تمہیں واضح طور پر ڈرانے والا ہوں، لہذا اپنے آپ کو بچالو، چنانچہ اب اس کی باتوں کو سن کر قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور راتوں رات نکل کر محفوظ جگہ پر چلے گئے اور وہ لوگ بچ گئے اسی کے برعکس اس کے قوم کے دوسرے لوگو نے اسے جھٹلایا اور صبح تک اپنے مقام پر ٹھہرے رہے، پھر کیا تھا صبح ہوتے ہی فوج نے ان پر حملہ کرکے انہیں ہلاک وبرباد کردیا" فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ، وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ" پس یہی مثال ہے اس کی جس نے میری اطاعت کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کی اور اس شخص کی جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اسے جھٹلایا۔(بخاری:7283،مسلم:2283)

10۔معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جہنم میں لے جانے والا عمل ہے: اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاں ایک انسان جنت میں جائے گا اور عیش وآرام کی زندگی گذارے گا وہیں پر معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جہنم میں جائے گا اور سخت سے سخت عذاب سے دوچار ہوگا جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:"وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا" اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور جو بھی شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہ پھیرے گا تو

اسے دردناک عذاب دیا جائے گا۔(الفتح: 17) اسی طرح سے جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ایسے لوگوں کو ذلیل ورسوا کردینے والی سزا کا اعلان کرتے ہوئے رب العالمین نے اعلان کیا کہ:" وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ" کہ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حد سے آگے بڑھے گا تو اللہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور ایسے انسانوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔(النساء: 14) اسی طرح سے ایک دوسری جگہ پر رب العزت نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جانے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:" وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا" جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ کو چھوڑ کر چلے تو ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت بری جگہ ہے۔ (النساء: 115)

میرے دوستو! پتہ یہ چلا کہ جو مسلمان بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرے گا تو وہ خود اپنا نقصان کرے گا، خود ہی ہلاکت وبربادی سے دوچار ہوگا، اسی کی دنیا وآخرت تباہ وبرباد ہوگی اور اس کا ذمہ دار وہ خود ہوگا جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:"وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ" اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور نافرمانی سے باز آجاؤ لیکن اگر تم نے حکم نہ مانا تو جان لو کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تو صرف واضح طور پر اللہ کا پیغام پہنچانے کی ذمے داری ہے۔(مائدہ: 92) پتہ یہ چلا کہ آج جو انسان بھی آپ کی اطاعت سے منہ موڑے گا وہ خود ہلاک وبرباد ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مکمل طور پر اپنی ذمے داری ادا کردی ہے اور دنیا والوں تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

رب العالمین سے دعا گو ہے کہ الہ العالمین تو ہم سب کو معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بچا کر اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بجالانے والا بنا۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین۔

☆☆

استقامت وثبات قدمی کے دس قواعد

ترجمانی۔ محمد محبّ اللہ محمدی

راہ استقامت وثبات قدمی ہماری زندگی کا شمع نور ہے۔ راہ استقامت پر قائم رہنے کا مطلب ہے کہ پوری ثابت قدمی کے ساتھ اسلام کے اوامر ونواہی پر جمے رہے، استقامت کمال ایمان کی علامت ہے، اس لئے اس مرتبہ پر بہت ہی کم لوگ پہنچ پاتے ہیں کیونکہ یہ مشکل امر ہے۔ استقامت اور میانہ روی کا راستہ دشوار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

(جامع الترمذی، تفسیر القرآن، حدیث: 3297)

کیونکہ اس سورت کی آیت نمبر 112 میں آپ کو استقامت کا حکم دیا گیا ہے یہ ایسی ذمے داری تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے مجھے قبل از وقت بوڑھا کر دیا ہے۔

اس لیے حدیث میں ایک دوسری صورت بتائی گئی ہے کہ اگر پورے طور پر سداد اور استقامت حاصل نہ ہو تو کم از کم اس کے قریب قریب تو رہو۔

اسی طرح عمل کی توفیق پر خوش ہو جاؤ اور یہ خوشی صرف استقامت ہی میں نہیں بلکہ اس کے قریب رہنے سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ بشارت حوصلہ بڑھانے کا ایک طریق ہے۔ اس سے عابد زاہد کی ہمت بلند ہوتی ہے اور اس کے عزم میں ایک نیا ولولہ اور نئی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ استقامت وثبات قدمی اختیار کرنے میں دنیا وآخرت کی سعادت اور کامیابی ہے، لہٰذا جسے دنیا وآخرت کی سعادت اور فائز المرامی کا شوق ہوں وہ استقامت اختیار کرنے کیلئے سعی پیہم اور جہد مسلسل کرو۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب بھی وہ قرآن کی اس آیت إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ [فصلت ۳۰] کی تلاوت کرتے تھے تو نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ دعاء کرتے تھے اے اللہ تو ہمارا رب ہے لہٰذا ہمیں استقامت کی نعمت عطا فرما۔ (اخرجہ الطبری فی جامع البیان 425/20)

آیئے ذیل کے سطور میں شیخ عبدالرزاق البدر حفظہ اللہ کی کتاب (عشر قواعد فی الاستقامۃ) سے ملخصا استقامت کے کچھ قواعد بیان کرتے ہیں۔

پہلا قاعدہ۔ استقامت وثبات قدمی الٰہی انعام اور ربانی تحفہ ہے۔ یعنی استقامت، عزیمت وثبات قدمی اللہ تعالی کا خاص انعام واکرام ہے۔ صراط مستقیم کی طرف رہنمائی اور توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا صدق دل سے اخلاص وسچائی کے ساتھ رب تعالیٰ سے استقامت طلب کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت ساری آیتوں میں سیدھے اور صحیح راہ کی ہدایت دینے کو اپنے طرف منسوب کیا ہے، ہر چیز پر اللہ قدرت رکھتا ہے اللہ کے ہی ہاتھ میں بندے کا دل ہے جس بندہ کے دل کو سیدھا رکھنا چاہتا ہے رکھتا ہے اور جس بندہ کے دل کو ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے کرتا ہے۔ یعنی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ لیکن اس کا یہ فیصلہ یوں ہی الل ٹپ نہیں ہو جاتا بلکہ عدل وانصاف کے تقاضوں کے مطابق ہوتا ہے، گمراہ اسی کو کرتا ہے جو خود گمراہی میں پھنسا ہوتا ہے اور اس سے نکلنے کی وہ سعی کرتا ہے نہ نکلنے کو وہ پسند ہی کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں متعدد مقامات پر فرمایا: وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُواْ مِن دِيَارِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُواْ مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْراً لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتاً وَإِذاً لَّآتَيْنَاهُم مِّن لَّدُنَّا أَجْراً عَظِيماً وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطاً مُّسْتَقِيماً [النساء ٦٦ ـ ٦٨]

اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے ہیں کہ اپنی جانوں کو قتل کر ڈالو! یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ! تو اسے ان میں سے بہت ہی کم لوگ حکم بجالاتے اور اگر یہ وہی کریں جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً یہی ان کے لئے بہتر اور زیادہ مضبوطی والا ہو، اور تب تو انہیں ہم اپنے پاس سے بڑا ثواب دیں۔ اور یقیناً انہیں راہ راست دکھا دیں۔ وَاللّهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلاَمِ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [یونس ۲۵]

اور اللہ تعالی سلامتی کے گھر کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دیتا ہے۔

وَالَّذِينَ كَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ مَن يَشَإِ اللّهُ يُضْلِلْهُ وَمَن يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [الانعام ۳۹]

اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں وہ تو طرح طرح کی ظلمتوں میں بہرے گونگے ہو رہے ہیں اللہ جس کو چاہے سیدھی راہ پر لگا دے۔

لَقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ

مُّسْتَقِيمٍ [النور۴۶].

بلا شبہ ہم نے روشن اور واضح آیتیں اتار دی ہیں اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

صراط مستقیم (سیدھا اور درست راستہ جس میں کجی اور ٹیڑھا پن یا اونچ نیچ نہ ہو) کی طرف ہدایت رب تعالیٰ ہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے اس نعمت سے نوازتا ہے۔ کسی انسان کے قدرت و اختیار میں نہیں کہ وہ کسی کو جنت پہنچا دے یا کسی کا ٹھکانہ جہنم بنا دے۔ نہ کسی ولی نہ نبی نہ پیر نہ مرشد۔ سب کے سب اللہ تعالی کے فقیر ومحتاج ہے،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعاء کرتے تھے۔ یا مقلب القلوب ثَبِّت قلبِي علي دينك۔ اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اے اللہ کے رسول کیا دل بھی الٹتی پلٹتی ومتغیر ہوتی رہتی ہے۔ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ام سلمہ! کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جس کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے اس کی دو انگلیوں کے درمیان نہ ہو، تو اللہ جسے چاہتا ہے (دین حق پر) قائم و ثابت قدم رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس کا دل ٹیڑھا کر دیتا ہے۔ (رواہ الترمذی 3522)

صحیح مسلم کی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے اٹھتے تھے تو کس چیز کے ساتھ نماز کا آغاز کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: جب آپ رات کو اٹھتے تو نماز کا آغاز (اس دعا سے) کرتے: ''اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والے! پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے! تیرے بندے جن باتوں میں اختلاف کرتے تھے تو ہی ان کے درمیان فیصلہ فرمائیگا۔ جن باتوں میں اختلاف کیا گیا ہے تو ہی اپنے حکم سے مجھے ان میں سے جو حق ہے اس پر چلا، بے شک تو ہی جسے چاہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔'' (صحیح مسلم)

غور طلب بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب جب قیام اللیل کرتے تو نماز کی ابتداء میں کہتے تھے کہ۔ اے اللہ آپ ہی ہیں جسے چاہتے ہیں سیدھے راستے کی طرف چلنے کی توفیق عطاء کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں گمراہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم یعنی درست وصواب راہ کی ہدایت پانے کا سوال کرنا مسلمان کا مقصد اور مطلب ہونا چاہیے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر واجب کیا ہے کہ وہ اللہ سے صراط مستقیم پر چلنے اور سیدھے پر استقامت وثبات قدمی کے لئے دن رات میں متعدد بار دعاء کریں۔ اور اس کا حکم سورہ فاتحہ میں موجود ہے۔ اهدِنَــــا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنعمتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ المَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّيْن یعنی ہمیں سچی اور سیدھی راہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ ان کا نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کا۔

بعض اہل علم نے کہا کہ عوام کو متنبہ کیا جانا چاہئے کہ (اهدِنَــــا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنعمتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ المَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّيْن) یہ دعاء ہے۔ آپ جب اهدِنَــــا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ کہتے ہیں تو آپ اللہ سے دعاء کرتے ہیں۔ یہ دعاء لیل و نہار 17 بار آپ فرض نمازوں کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں۔ اسلئے کہ مسلمان کو چاہئے کہ وہ یہ احساس اپنے دلوں میں پیدا کریں کہ یہ انتہائی اہم دعاء ہے اور اس کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے سب سے زیادہ نفع بخش دعاء پر غور خوض کیا تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے مدد طلب کرنا ہے پھر میں نے دیکھا کہ سورہ فاتحہ میں یہ دعاء موجود ہے۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اور ایک جگہ آپ کہتے ہیں کہ بندہ کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم پر استقامت وثبات قدمی کی ہدایت کے لئے دعاء کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھئے۔ مدارج السالكين لابن القيم 1/ 78، اقتضاء الصراط المستقیم 1/ 83۔

دوسرا قاعدہ۔ استقامت کی حقیقت و ماہیت سیدھے اور صواب راستے وصحیح اور مضبوط منہج کو لازم پکڑنا ہے۔

استقامت کی حقیقت کی معرفت کے لئے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے اقوال وآراء وارشادات پر نظر ڈالتے ہیں۔ اور استقامت وثبات قدمی کا صحیح معنی ومفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُون [فصلت۳۰] اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کے ساتھ شرک وکفر نہیں کیا۔

2۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو منبر پر پڑھا اور کہا کہ رب تعالیٰ کی قسم استقامت اختیار کرنے والے وہ ہیں جو اللہ کی اطاعت پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گئے، اور لومڑیوں کی طرح ادھر سے اُدھر دوڑتے نہ پھرے۔

3۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ۔ جو لوگ لا الہ الا اللہ کے معانی ومفاہیم تقاضے وشروط کو تسلیم کیا اور اس پر عمل پیرا ہوا وہی لوگ

استقامت وثبات قدمی والے ہیں۔اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ استقامت سے مراد یہ ہے کہ آپ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں بلکہ فرائض کے قیام کیلئے ہمیشہ ڈٹے اور جمے رہیں۔

4۔ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے استقامت کا مفہوم بیان کیا کہ وہ لوگ جنھوں نے مکمل اخلاص ورضاءالٰہی کے ساتھ صحیح دین پر چلا اور عمل کیا۔

5۔قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ نے کہا کہ استقامت وثبات قدمی یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وبندگی پر جم جایئے اور اس میں ٹال مٹول وحیلہ سازی نہ کیجئے۔

ابن رجب رحمہ اللہ نے یہ سارے اقوال جامع العلوم والحکم میں ذکر کرنے کے بعد استقامت کی تعریف یوں بیان کیا ہے۔

یعنی۔ اِستقامت کا مفہوم یہ ہے کہ اُس واضح راستے پر، مضبوطی کے ساتھ سیدھا سیدھا دائیں بائیں مڑے یا کسی بھی طرف مائل ہوئے بغیر چلا جائے اور وہ راستہ (اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے) قائم شدہ دِین ہے، اور اِس دِین میں (اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے حکم کیے گئے) ہر کام کو ظاہری اور باطنی طور پر کرنا اور اسی طرح ہر اُس کام سے باز رہنا شامل ہے جس سے منع کیا گیا۔

اسی طرح ابن القیم رحمہ اللہ نے استقامت کی تعریف یوں بیان کی ہے۔لفظ استقامت ایک جامع کلمہ ہے جو دین کے تمام گوشے کو شامل ہے، یعنی صدق ووفا کے ساتھ اور صبر وشکیبائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مکمل طور پر شریعت اسلامیہ پر عمل کیا جائے،(بحوالہ۔تہذیب مدارج السالکین:۹۲۵)

تیسرا قاعدہ۔اصل استقامت دل کی استقامت ہے۔

(دل میں کجروی ہوتو پورا جسم کجروی اور ٹیڑھا پن کا مظاہرہ کرے گا۔)

امام احمد نے مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’کسی آدمی کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کا دل درست نہیں ہوتا۔‘‘ (المسند ،13048, علامہ البانیؒ نے اس حدیث کوحسن قرار دیا ہے)

اصل استقامت یہ ہے کہ انسان کا دل مستقیم ہوں۔(دل میں غلاظت اور کجی نہ ہوں) جب دل میں استقامت اور درستگی ہوتی ہے تو سارا جسم بھی درست اور سالم ہوتا ہے اسلئے کہ پورا جسم دل کے تابع ہوتا ہے۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے فرمایا استقامت وثبات قدمی یہ ہے کہ دل میں توحید مضبوط ہوں اور دل توحید پر ثابت قدم رہے۔لہٰذا جب دل اللہ تعالیٰ کی معرفت ،،خشیت ،محبت، امید وتوکل پر جم جاؤ تو جسم کا پورا حصہ دل کا فرمانبردار ومطیع ہوکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت وبندگی پر جم جاتے ہیں اسلئے کہ دل اعضاء وجوارح کا بادشاہ ہے اور بدن کے حصے دل (بادشاہ) کا لشکر ہے اگر بادشاہ صحیح اور سیدھے راہ پر چلیں گیا ور ثابت قدم رہیں گے تو فوج اور رعایا بھی صحیح ہوں گے اور ثابت قدم رہیں گے۔ (بحوالہ۔جامع العلوم والحکم صفحہ نمبر 386)

صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:انسانی ڈھانچے میں ایک لوتھڑا ہے، اگر وہ درست ہے تو پورا جسم درست ہے، اور اگر وہ فاسد ہوجائے تو پورا جسم فساد کا شکار ہوجائیگا، وہ ٹکڑا انسان کا دل ہے۔

امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے۔ اغاثۃ اللہفان من مصاید الشیطان کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ! جب یہ بات واضح ہے کہ دل ہی اعضاء وجوارح کیلئے بادشاہ کی طرح ہے جسکی بادشاہت فوج اور رعایا پر ہوتی ہے چنانچہ بادشاہ کا فرمان اور آڈر ہی کے تحت قلمرو چلتا ہے فوج ولشکر سب اس کے ماتحت ہوتے ہیں تو دل جسم کے اعضاء کیلئے حاکم ہے۔دل ہی سے بدن کے دوسرے حصے ٹھیک ہوتے ہیں یا بگڑتے ہیں۔دل کے ارادہ اور عزائم کے پابند دوسرے اعضاء جسم ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا سارا بدن درست ہوگا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے،

لہٰذا خلاصہ کلام یہ کہ دل ہی مالک ہے اور اسی کی حکومت ہے دیگر اعضاء و جوارح پر۔دل ٹھیک ہے تو بدن کے دوسرے حصے بھی ٹھیک ہیں دل کے استقامت کے بغیر کوئی کام صحیح سے انجام نہیں پاتا۔دل ہی نگراں اور ذمہ دار ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بےعیب دل لے کر جائے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے یہ دعاء بھی ہے۔اللھم انی أسالك قلبا سليما اللہ میں تجھ سے قلب سلیم مانگتا ہوں۔

چوتھا قاعدہ۔ بندہ مسلم سے مکمل طور پر استقامت مطلوب ہے اور اگر پورے طور پر سداد اور استقامت حاصل نہ ہوتو کم ازکم اس کے قریب قریب تو رہیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو یکساں بیان کیا ہے یعنی مکمل طور پر استقامت وثبات قدمی کو لازم پکڑے اور اگر اتنا نہ ہوتو استقامت کے بالکل قریب رہے۔

استقامت کے باب میں سَداد مطلوب ہے اور سداد یہ ہے کہ آپ سنت کو

حاصل کریں سنت پر عمل پیرا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا ہے کہ لوگ مکمل استقامت وثبات قدمی پر قائم نہیں ہو سکتے ہیں جیسا کہ مسند احمد وابن ماجہ میں ہے۔ ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”راہ استقامت پر قائم رہو، تم ساری نیکیوں کا احاطہ نہیں کر سکو گے، اور تم جان لو کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے، اور وضو کی محافظت صرف مومن کرتا ہے“ (دیکھئے مسند الامام احمد 22378، وسنن ابن ماجہ 277، علامہ البانی نے اس حدیث کو ارواء الغلیل میں صحیح قرار دیا ہے)

محترم قارئین! زندگی بے بندگی شرمندگی ہے، یہ حقیقت ہے کہ وجود زندگی برائے بندگی ہے۔ اپنی زندگی اسلامی تعلیمات وارشادات کے مطابق گزارنے کے دوران نفس انسانی ایسی ایسی خواہشات کے چنگل میں گھر جاتی ہے کہ انسان کے قدم لڑکھڑانے کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ تلبیس ابلیس اور شیطان کا بہکاوا اور دنیا کی چمک دمک انسان کو رب کی یاد سے غافل کرنے کا سبب بنتے ہیں اور وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو کما حقہ ادا کرنے سے قاصر رہنے لگتا ہے، یا ادا نہ کرنے کی روش اپنا لیتا ہے۔ عبادات وطاعات کے نظام میں اسلام نے جس ترتیب اور دوام کا مطالبہ کیا ہے اس میں کچھ ڈھیلا پن اور سستی در آتی ہے۔ عقائد میں گڑبڑی اور معاشرتی زندگی میں خاندان اور معاشرے کے خلاف شریعت کام، غیر شرعی رسوم ورواج کے سامنے اسے سرنڈر کرنے کا کہا جاتا ہے۔ ایسا نہ کرنے پر سماجی ومعاشرتی بائیکاٹ ودوری کی دھمکی دی جاتی ہے، رشتہ داری توڑ دینے کا خوف دلایا جاتا ہے، بے یار و مددگار اپاہج بنا کر چھوڑ دیئے جانے کا شور ہوتا ہے، وقت کے ناروا تقاضوں کو پورا کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، دین وشریعت پر عمل کرنے کو دقیانوسیت سے تعبیر کیا جاتا ہے، ماڈرن بننے کا مشورہ دیا جاتا ہے، مولویانہ رنگ کو ذرا کم کرنے کی نصیحت کی جاتی ہے، بدعات وخرافات کا جواز منوانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آج کچھ ایسے ہی حالات اور ماحول ہے۔ ایسے حالات میں مرد مومن کی شان یہ ہے کہ وہ استقامت وثبات قدمی کے مفہوم ومعانی اور حقیقت کو سمجھے۔ سلف کے نقش قدم پر چلنا سنت اور شریعت کو حرز جان بنانا اور اسلامی تعلیمات وراہ حق پر جم جانا ہی کامیابی ہے۔ اے دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دل کو اپنے دین پر جما دے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہدایت دے دینے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی (گمراہی) نہ پیدا کر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ثبات قدمی واستقامت وعزیمت کی دولت سے نوازے۔ فتنہ وفساد سے محفوظ رکھے اور استقلال، حزم وحکمت سے نوازے آمین۔

(جاری)

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مولانا ابوعدنان سعید الرحمٰن سنابلی

امام کا سترہ مقتدیوں کی طرف سے کفایت کرے گا

اگر امام کے آگے سترہ ہو تو باقی نمازیوں کو سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں، اور اگر سترہ رکھنے کے بعد امام کے سامنے سے کوئی گزر جائے تو امام اور مقتدیوں کی نماز پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ عون بن ابی جحیفہ نے اپنے باپ (وہب بن عبداللہ) سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بطحاء میں نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عنزہ (ڈنڈا جس کے نیچے پھل لگا ہوا ہو) گاڑ دیا گیا تھا۔ (چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسافر تھے اس لیے) ظہر کی دو رکعت اور عصر کی دو رکعت ادا کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے عورتیں اور گدھے گزر رہے تھے۔ (صحیح بخاری/۴۹۵)

اسی طرح اگر کوئی مقتدیوں کی صف کے بعض حصے سے گزر جائے تو کوئی حرج نہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا۔ اس زمانہ میں بالغ ہونے والا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ لیکن دیوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ تھی۔ (یعنی دیوار کے علاوہ کوئی اور چیز بطور سترہ تھی) میں صف کے بعض حصے سے گزر کر سواری سے اترا اور میں نے گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور صف میں داخل ہوگیا۔ پس کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا۔ (صحیح بخاری/۴۹۳)

اس حدیث سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ امام مقتدیوں کا سترہ ہے، اگر کوئی شخص مقتدیوں کی صف سے گزرے تو نماز پر کوئی اثر نہیں ہوتا، ہاں اگر امام کے سامنے سترہ نہ ہو اور اس کے سامنے سے کوئی چیز گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اسے نماز کا ثواب ختم ہو جائے گا کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً بیان کیا ہے کہ اگر انسان سترہ نہیں رکھتا ہے تو تین چیزیں نماز کاٹ دیتی ہیں۔ اگر ہمیں کوئی چیز ظاہری طور پر نہیں دکھائی دیتی ہیں تو ہو سکتا ہے کہ شیطان جو ہماری آنکھوں سے مخفی ہوتا ہے وہ ہماری نماز کو کاٹ دے۔ لہذا سترہ امام اور منفرد کے حق میں واجب ہے۔

اگر نمازی سامنے سترہ رکھا ہو پھر بھی کوئی سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنا چاہے۔ اگر کوئی شخص سترہ رکھ کر نماز پڑھ رہا ہو پھر بھی کوئی انسان، جانور یا بچہ سترہ اور نمازی کے سامنے سے گزرنا چاہے تو اس کو روکنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے سے کسی کو نہ گزرنے دے۔ اگر کوئی گزرنے سے نہ باز آئے تو اس سے قتال کرے کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔ (صحیح مسلم/۵۰۶)

اس کی مزید وضاحت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے عمل سے ہوتا ہے کہ انہوں نے نماز اور سترہ کے درمیان سے روکنے والے شخص کو کس سختی سے روکا۔ چنانچہ ابوصالح سمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جمعۃ المبارک کے دن کسی چیز کو لوگوں سے سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے کہ ابومعیط کے بیٹوں میں سے ایک نوجوان نے ان کے آگے سے گزرنے کی کوشش کی۔ ابوسعید نے اس کو سینے سے دھکیل کر روکنا چاہا۔ نوجوان نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن آگے سے گزرنے کے علاوہ اسے کوئی راستہ نہ ملا۔ وہ پھر اس طرف سے نکلنے کے لیے لوٹا تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اسے پہلے سے زیادہ زور دار دھکا دیا۔ اس نے اس پر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا۔ بعد ازاں وہ مروان کے پاس پہنچ گیا اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے جو معاملہ پیش آیا تھا اس کی شکایت کی۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے مروان کے پاس پہنچ گئے۔ مروان نے کہا: اے ابوسعید! تمہارا اور تمہارے بھتیجے کا کیا معاملہ ہے؟ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''تم میں سے کوئی اگر کسی چیز کو لوگوں سے سترہ بنا کر نماز پڑھے، پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرنے کی کوشش کرے تو وہ (نمازی) اسے روکے۔ اگر وہ (گزرنے والا) نہ رکے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔'' (صحیح بخاری/۵۰۹، صحیح مسلم/۵۰۵)

آپ غور کریں کہ صحابہ کرام کس سختی سے اپنی نماز کی حفاظت کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی سامنے سے گزرنا چاہتا تو اسے روکنے کی بھرپور کوشش کرتے اور اگر کوئی زبردستی جانے کی کوشش کرتا تو اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا کرتے تھے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آیا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شیطان آپ کے سامنے سے گزر کر آپ کی نماز کو کاٹنے کی کوشش کی لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ لیا جس کی وجہ سے وہ آپ کی نماز کاٹ نہ سکا۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اذاخرِ کی گھاٹی میں اترے تو نماز کا وقت ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیوار کو قبلہ بنا کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور ہم آپ کے پیچھے تھے، اتنے میں بکری کا ایک بچہ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرنے لگا، تو آپ اسے دفع کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا پیٹ دیوار میں چپک گیا، وہ سامنے سے نہ جا سکے، آخر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے ہو کر چلا گیا، مسدد نے اسی کے ہم معنی حدیث ذکر کی۔ (سنن ابوداود/۷۰۸، شیخ البانی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔)

ان تمام حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نمازی کی ذمہ داری ہے کہ وہ سترہ کا اہتمام کرے اور اگر کوئی شخص امام یا منفرد ہے تو اس بات کا خیال رکھے کہ کوئی انسان یا جانور سترہ کے درمیان سے نہ گزرے کیونکہ اس سے صحیح احادیث کی روشنی میں نماز ٹوٹ جاتی ہے یا کم از کم ثواب کم ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم ☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

مولانا ابوالکلام فیضی الاعظمیؒ کی یاد میں

مولانا عبدالغنی فیضی
سابق مدرس، جامعہ فیض عام، مئو

مورخہ ۵/مارچ ۲۰۲۵ء مطابق ۴/رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ بدھ کا دن تھا بعد نماز مغرب موبائل بجا تو معلوم ہوا کہ ہم دم دیرینہ مولانا ابوالکلام فیضی الاعظمی کا انتقال ہوگیا۔ کب اور کیسے پوچھے بغیر بے ساختہ اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ طبیعت کو زبردست دھچکا لگا ان کے گھر پہنچا ایک جھلک دیکھی بظاہر سوئے ہوئے دکھائی دیئے مزاج وماحول بدل گیا سوگ کی فضا طاری تھی اب یاد ماضی کے دریچے کھلنے لگے دل کہہ رہا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمیشہ متحرک، فعال اور زندگی کی رزم گاہ میں رواں دواں رہتا تھا سویا ہوا ہے اس کی جاں جان آفریں کے سپرد ہے اللہ اس کی مغفرت فرمائے اور اس کے لواحقین وپسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے جن میں بیوی کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا فیصل ہے یہ سبھی شادی شدہ ہیں اور صاحب اولاد بھی۔ سوگواروں میں برادران اور بہت سے یار واحباب ہیں جن میں سے ہر ایک کہہ رہے ہیں کہ آہ! میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا، میرا رنگ وروپ بگڑ گیا مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جانے والے کی یاد آتی ہے جانے والے کبھی نہیں آتے۔ مرحوم مولانا ابوالکلام فیضی الاعظمی پر مولوی عبدالمنان فائق فیضی پسر الحاج عبدالعظیم مرحوم ساکن محلّہ باز کی مسجد قاسم پورہ کا سراپا نگاہوں میں گھوم رہا ہے۔ دوستانہ ویارانہ تعلقات عموما اسکول ومدارس سے شروع ہوتے ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ فروغ پاتے ہیں۔ راقم کا تعلق بھی مرحوم سے مدرسہ فیض عام کی تعلیم کے زمانہ کا مرہون منت ہے وہ میرے ہم سبق تو نہیں تھے بلکہ دو سال آگے تھے لیکن ہم مکتب وہم عصر ضرور تھے کلاسیں ودرسگاہیں عموما مشترک تھیں۔ قلم، کاپی، تختی سلیٹ کا تعاون باہمی ہوتا رہتا تھا اس لئے مصاحبت وتعلقات بڑھتے اور مضبوط ہوتے ہوئے درجہ پرائمری کے بعد درجات فارسی میں آئے اور تین سال پڑھ کر الہ آباد بورڈ سے منشی کا امتحان ۱۹۶۸ء میں دیا اور پڑھائی چھوڑ دی ایک سال بعد دوبارہ عربی کی پہلی جماعت میں پڑھنا شروع کیا جبکہ راقم ادنی جماعت کا طالب علم تھا چنانچہ جامعہ فیض عام میں ان کی فضیلت کا آخری سال ۱۹۷۵ء مطابق ۱۳۹۵ھ ہے اور راقم کی سال فراغت ۱۹۷۶ء مطابق ۱۳۹۶ھ ہے یہ فرق اور تسلسل جامعہ سلفیہ میں بھی تھا جامعہ سلفیہ سے فضیلت کرنے کے بعد وہ جلد ہی اپنے مادر علمی جامعہ فیض عام میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے یہ زمانہ تدریس کوئی تین چار سال رہا۔ پھر جنوری ۱۹۸۰ء میں مزید تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں سے بی اے کا کورس پاس کرکے عجمان (متحدہ عرب امارات) میں باوظیفہ متعاقد ہوگئے وہاں تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ تبلیغی ودعوتی امور بھی انجام دیتے رہے۔ جہاں عمر ومحنت اور شعور وشعار اپنی رفتار سے ترقی پذیر تھے جو ۱۶-۲۰۱۵ء میں اپنے اختتام کو پہنچ گئے اور ضابطہ کے مطابق مدت کار پوری کرکے وطن مالوف لوٹ آئے وہ اپنی عام گفتگو میں ذیابیطس کی زیادہ شکایت کیا کرتے تھے اور اس کے ضمن میں دیگر عوارض بھی جھیلتے تھے البتہ علاج سے غافل نہیں رہتے تھے جیسا کہ یاد آتا ہے ادھر چار سال سے ان کی صحت زیادہ متاثر تھی نقاہت بڑھ گئی تھی جسم لاغر، قوی مضمحل ہوگئے تھے یہاں تک کہ گھر سے باہر آنا جانا مشکل بلکہ متروک ہوگیا تھا اس زمانے میں ان کی دو بہنیں اور تین بہنوئی داغ مفارقت دے گئے علاوہ ازیں زندگی کے دوسرے مسائل سے دوچار رہے جس کے الجھاؤ محتاج بیان نہیں۔ در ایام بیماری وضعیفی چہ افتدی دانی۔ وہ اپنے اخلاق واقدار سے ہر دل عزیز تھے ان کا تعلیمی سفر برابر جاری تھا زبان وادب، تحریر وانشاء سے شغف رکھتے تھے مشق ومطالعہ سے وابستگی تھی درسیات میں حاضر باش تھے۔ معاشرت میں اعتدال تھا حلقہ احباب وسیع تھا خوش اخلاق تھے خشونت پسند نہ تھے ان کی طبیعت میں انکسار تھا، خوددار تھے، مغرور نہیں تھے ان کی تحریر ورق روشن کی مثال تھی میری بہت سی غزلیں اور نظمیں انھوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر رسالوں اور اخباروں میں بھیج کر چھپوائی۔ جامعہ فیض عام میں درسی شغل کے بعد مسجد کے فرش پر بیشتر اوقات مختلف مضامین کی تبییض کردیتے تھے وہ زود نویس تھے اس لئے خوردہ نوازی کا ثبوت دیتے تھے۔ جامعہ سلفیہ کے سالانہ میگزین ''المنار'' مجریہ ۱۹۷۶ء ۱۴۹۶ھ میں ان کے قلم سے لکھا ہوا میرا مضمون استاذ محترم مولانا رئیس ندوی کی نظر سے گزرا تو تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے جیسا کہ مجھے بتایا گیا۔

تحصیل علم کا زمانہ بہت متنوع اور سدابہار ہوتا ہے جامعہ فیض عام کی مسجد کے علاوہ خام سفالہ پوش دارالاقامہ کے بعض کمرے بھی ہم طلاب کی آماجگاہ رہا کرتے تھے جن میں پڑھائی ولکھائی، بحث ومباحثہ اور گپ شپ ہوا کرتے تھے مئو میں طالب علمی کے زمانہ کی ایک وسیع اور مہذب جولاں گاہ صدر چوک پر واقع مشہور دانش کدہ اردو لائبریری تھی جہاں اکثر وبیشتر بعد نماز عصر ہم لوگوں کی ملاقات اور مصاحبت رہتی تھی اس لائبریری میں اسلامیات، ادبیات کا وافر ذخیرہ موجود تھا سیر وسوانح پر مشتمل کتابیں پڑھنے کا چسکا یہیں پر لگا چنانچہ آب حیات محمد حسین آزاد، تاریخ ادب اردو، رام بابو سکینہ، کلیات نظیر اکبرآبادی، شعر الہند مولانا عبدالسلام، حیات شبلی، سیرۃ النبی اقبالیات اور آزادیات وغیرہ بہت سی کتابیں یہاں دستیاب تھیں جن تک رسائی کہیں

اور جگہ ممکن نہیں تھی۔ دانش کدہ کی کشش اس لئے بھی تھی کہ بکثرت اخبار ورسائل روزنامہ ،ہفت وار اور ماہنامہ بھی پڑھنے کومل جاتے تھے یہ لائبریری بہت مفید ادبی وعلمی خدمات انجام دیتی تھی خیر سے اس کے لائبریرین ہم لوگوں کے ہم جولی وہم عصر مولوی ارشاد فیضی مدرس جامعہ فیض عام تھے اس یگانگت کی وجہ سے اس سے استفادہ زیادہ آسان تھا۔۸۰۔۱۹۷۰ کا زمانہ اس سے افادیت کا زریں دور تھا لیکن کسی دور اندیش مفکر نے کہا ہے کہ نہ نیند اور عروج وزوال کے وقت کی حتمی تعین نہیں کی جاسکتی اس خیال کی تطبیق کی جائے تو صحیح بات یہ ہے کہ نامعلوم اسباب کی وجہ سے نہ صرف اس کی ترقی رک گئی بلکہ اس کا وجود معدوم ہو گیا اور کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ اب کس حال میں کہاں ہے نہیں معلوم۔ چونکہ مرحوم موصوف کا یک گونہ تعلق ان کے محلے میں واقع آزاد لائبریری سے بھی تھا جس کی زیادہ تر کتابیں دانش کدہ اردو لائبریری میں ضم کردی گئی تھیں اس لئے ان کو اس راہ سے زیادہ تعلق خاطر تھا انھیں کے طفیل یہ دلچسپی راقم کے حصہ میں بھی آئی جہاں پرسکون ماحول میں علمی تسکین اور ذوق کو بالیدگی نصیب ہوتی تھی ان کا رجحان کلام میر وغالب واقبال کے علاوہ خطوط غالب وخطوط آزاد پر زیادہ رہتا تھا جس کا عکس ان کی تحریروں اور خطوط میں نظر آتا تھا۔ وہ اس کی مشق بھی کیا کرتے تھے چنانچہ تعلیمی چھٹیوں میں جب جامعہ کے طلبہ گھر چلے جاتے تھے تو اپنے ساتھیوں اور دوستوں سے مراسلت کرتے تھے اس میں راقم کا سلام ودعا بھی تحریر فرمادیتے تھے اور بے تکلف وہ تحریریں دکھا بھی دیتے تھے۔ میری جانب سے لکھے گئے بیشتر خطوط بھی انھیں کی حسب ضرورت وحسب موقع خطوط لکھنا شروع کیا ان میں سے اکثر خطوط محفوظ نہ رہے تین چار خطوط دست بردزمانہ سے بچ گئے ہیں چنانچہ اپنے ایک خط میں بعد سلام وآداب تحریر فرمایا غریب کو چند دن کی جدائی ایک طویل مدت معلوم ہورہی ہے کیونکہ یہاں اپنا خاص شناسا کوئی نہیں ہے۔ آگے اپنی علمی مشغولیت کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ ہمیں تقریباً بارہ کتابوں کا مطالعہ کرنا ہے اس وقت رات کے نو بجے ہیں اور ہاتھ میں کتاب مسمی ''ہندوستانی مسلمان ایک نظر'' میں لئے بیٹھا ہوں کتاب دیکھتے دیکھتے دل اچٹ گیا تو طبیعت کا میلان ہوا کہ لاؤ خط ہی لکھ دیں قلم جیب سے نکالا کاپی کمرہ سے لایا اور خط لکھنا شروع کیا خط لکھتا جارہا ہوں خیالات آتے جارہے ہیں اور خط میں بے ربطگی پیدا ہوتی جارہی ہے مگر میں بھی ہوں کہ لکھے جارہا ہوں کتابوں کے نام جن کا ہمیں مطالعہ کرنا ہے یہ ہیں الحرکۃ السّلفیہ فی الہند، الدعوۃ الاسلامیہ فی الہند، تاریخ الدعوۃ الاسلامیہ فی الہند، تاریخ اہل حدیث، دستور اساسی اہل حدیث، تاریخ دارالعلوم دیوبند، تحریک جماعت اسلامی ہند، الحسنات رامپور خاص نمبر اسلامی دعوت اور خواتین، ہندوستانی مسلمان آئینہ ایام میں، ہندوستانی مسلمان، مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں۔ اب تک تو کتابوں کے مطالعہ سے کوئی سروکار نہ تھا، اب اس وقت ہماری پڑھائی شباب پر ہے بیضاوی میں مالك يوم الدين کی بحث سنیچر کے روز ختم ہوچکی ہے بخاری ان کے جیسا پڑھانے والے شاید کم ملیں گے (مشار الیہ مفتی حبیب الرحمٰن فیضی علیہ الرحمہ ہیں) یہ تو تھی ہماری سرگزشت اب اپنی کہئے میرا اسلام پرسان حالات سے ضرور کہئے فقط والسلام۔

گرد راہ ابوالکلام الاعظمی متعلم مرکزی دارالعلوم ریوڑی تالاب وارانسی ۲۲/۵۱/۱۹۷۵ء ایک خط جو ۲/دسمبر کو تحریر کیا گیا ہے تحریر فرماتے ہیں:

محترمی........السلام علیکم

آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں یہ رقعہ نذر کررہا ہوں امید کہ شرف قبولیت بخش کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

مکرمی! آپ کا یہ دوسرا دستی رقعہ ۲/دسمبر کو ۲/بجے دن میں بدست مولوی ارشاد احمد موصول ہوا ایک اور دستی رقعہ یکم دسمبر کو صبح ۸/بجے ملا تھا خیر خط کو کھولا اور ایک طائرانہ نظر ڈالی پھر اس کے بعد عمیق نظر سے جستہ جستہ پڑھا جیسے جیسے پڑھتا جاتا ایک نیا انداز ملتا جاتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں مئو چھوڑے ایک عہد گزر گیا اور صدیاں بیت گئیں بس اب زیادہ زمانہ نہ رہا آج ہی کے دن یعنی منگل کو چھٹی ہوجائے گی اور بقیہ سب خیریت ہے۔ آپ کا ہم سفر ابن فائق فیضی الاعظمی

جامعہ سلفیہ سے ایک مختصر عریضہ ان الفاظ میں لکھا کہ

محترمی عبدالغنی۔۔۔ بعد سلام وآداب اپنی خیریت پچھلے دو خط میں تحریر کرچکا ہوں اور باقی سب خیریت ہے ملنے والوں اور دیگر پرسان حال سے سلام عرض کرنا نیچے کسی شاعر کا یہ دو شعر نقل فرمایا ہے۔

پھول مرجھائے خزاں کا دور تھا
پھونکنا گلشن کا زیر غور تھا
مجھ سے گل چین نے سخن سازی یہ کی
میرا مقصد یہ نہیں کچھ اور تھا

پھر چند کتابوں کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ کسی صاحب کو ضرورت ہے مل جائے تو قیمتاً لینا ہے مثلاً اردو ادب کی تاریخ، گلدستہ مضامین، مختصر قواعد اردو حصہ دوم، بیسک ریڈر حصہ سوم، گلدستہ دانش، ایجادات کی کہانی، علم امور خانہ داری، شعر عصر، ہم نفسان رفتہ، صحیفہ اردو نظم ونثر اردو زبان وادب، اصناف ادب، اردو فقط والسلام ابوالکلام فیضی الاعظمی ۱۶/۶/۱۹۷۶

(۴) یکم اگست ۱۹۷۶ کو راقم کی جانب سے تقریب ختم صحیحین کا دعوت نامہ پاکر اپنی معذرت کے ذیل میں بہت کچھ لکھا وہ الحمدللہ مبارکباد قبول فرمائے اپنی تمناؤں وآرزوؤں کی تہنیت اہل ربع مسکون دیں۔ میرے اعضاء وجوارح دیں، میری آنکھ اپنی بصیرت سے دے میرا قلم اپنے الفاظ سے دے مگر میرے قلب وجگر اس

شعر کا ورد کریں گے۔

اے ذوقؔ کسی ہم دم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

۳؍اگست کی صبح کو قال اللہ وقال الرسول کی صدا گونجے گی تو فرشتے پر بچھائیں گے اور اس اجتماع میں آپ لوگ شاداں وفرحاں ہوں گے مگر میرا دل روئے گا، آنسو بہائے گا اور کہے گا۔

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

جبکہ میں نے اپنے افکار وخیالات کو آپ کا ہم نوا بنا دیا ہے۔

جلاکر اپنی شمع زندگانی
تیری محفل کو روشن کررہا ہوں

شاعر مشرق علامہ اقبال کا یہ شعر بھی بطور یاد دہانی ذکر کرنا چاہتا ہوں جو آپ لوگوں کے لئے سودمند ہوگا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

افسوس کہ خاکسار اس مبارک ومسعود تقریب میں شرکت نہ کرسکے گا۔اس لئے غائبانہ طور پر خاکسار کی طرف سے دعاؤں کے ساتھ مرحبا۔مرحبا۔مرحبا ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

فقط والسلام

ابن فائق ابوالکلام فیضی الاعظمی

متعلم حال مرکزی دارالعلوم ریوڑی تالاب وارانسی

1/8/1976=4/8/1396

(۵) ایک خط مئو سے تحریر فرمایا جبکہ راقم جامعہ سلفیہ بنارس میں زیر تعلیم تھا اس میں یہ خبر تھی کہ تمہارے بھائی محمد علی زیادہ بیمار ہیں گھر آتے تو اچھا ہوتا۔

والسلام ابوالکلام ۷/ ۵/ ۱۹۷۸ء

پہلے لکھ چکا ہوں کہ جنوری ۱۹۸۰ء میں وہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ جانے کے لئے وطن چھوڑ چکے تھے ان دنوں کے ملکی ومقامی حالات وکوائف جاننے کے لئے بے چین رہا کرتے تھے اور کسی نہ کسی طرح بیشتر حقائق وواقعات سے آگاہ بھی رہا کرتے تھے بہت سے معاملات گلے شکوے کی نذر ہوجایا کرتے تھے بعد مسافت کی وجہ سے تفصیلی گفتگو نہ ہوسکتی تھی۔مدینہ منورہ کے مدت تعلیم کی مراسلت کا کوئی زندہ وجود راقم کے پاس نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ لاشعوری طور پر ضیاع کا شکار ہوگئے۔البتہ بطور یادگار محض ایک مکتوب گرامی زندہ موجود رہ گیا ہے۔۲۴؍فروری ۱۹۸۲ء کو زعیم القوم عظیم المرتبت شخصیت مولانا محمد احمد غفراللہ لہ ناظم جامعہ فیض عام مئو کی وفات کا سانحہ پیش آیا تھا اس کا تذکرہ ان تک پہنچا جس کے جواب میں ایک موثر تفصیلی خط ان کے قلم سے وجود میں آیا جو یہاں پر من وعن منقول ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی صدیقی مولوی عبدالغنی فیضی حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت دارم وخواہم۔جس صبح کو میں نے انتظار کی گھڑیاں گزارنے کے بعد ناامید ہوکر اپنے خط کو لیٹر بکس کے حوالہ کیا اس روز دس بجے ایک صاحب اطلاع دینے آئے کہ آپ کا خط آیا ہے۔گیا تو برید انچارج نے وہ خط بڑی احتیاط سے میرے حوالہ کیا جس کے دوطرف مصائب سفر کے باعث چاک ہوگئے تھے اور زبان حال سے اپنی روداد سنا رہے تھے۔لیا اور تنہائی کا سہارا لیتے ہوئے آدھے گھنٹے کا وقت صرف کیا خط پڑھتا جارہا تھا آنکھوں سے آنسو جاری تھا اور دل محزون روح مضطرب معلوم ہورہا تھا کہ میرا وجود ہوتے ہوئے بھی نہیں ہے دل پر ہاتھ رکھے ہوئے پھر فصل (کلاس) کا سہارا لیا کہ شاید مشغولیت کے باعث حزن وملال میں کمی آجائے لیکن یہ ایسا حزن وملال نہیں تھا جو اتنی آسانی سے دل کے معمولی ٹکڑے سے نکل جائے پھر بھی بچھڑے ہوئے وجود کو کب تک ذہن میں رکھ سکتے ہیں رفتہ رفتہ اللہ نے صبر عنایت کیا اور ناظم صاحب مرحوم کے لئے زیادہ سے زیادہ دعائیں اور ان کی دینی خدمات کے عوض جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کی دن ورات اللہ سے دعا کرتا ہوں ،اللہ قبول کرے۔آمین

قربانیوں کا ذکر چھیڑ کر آپ نے گویا پوری منظر کشی کردی میں خود محسوس کرنے لگا کہ ناظم صاحب مرحوم کھڑے ہوکر یہ سب باتیں کہہ رہے ہیں خدا ان کی تمناؤں وآرزوؤں کو برلانے میں ان کے جانشین (مفتی) صاحب کو قوت عطا کرے۔آمین

سب سے خوشی کی بات یہ ہوئی کہ بلا اختلاف متفق ہوکر تمام ممبران نے یہ بار عظیم مفتی صاحب کے کندھے پر رکھ دیا یہ اچھا ہوا ناظم صاحب کی ہدایات وارشادات کو کبھی میں بھول نہیں سکتا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں بنارس سے چھٹی لے کر مئو گیا تھا تو ناظم صاحب سے ملا ادھر ادھر کی باتوں میں اپنے اوپر معترضین کا ذکر چھیڑا اس کے بعد یہ شعر پڑھا جو ابھی تک مجھے یاد ہے اور آخر زندگی تک یاد رہے گا وہ شعر عرفی کا ہے۔

عرفی تو بیندیش چہ غوغائے رقیباں
بہ آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

آپ نے اثباتی پہلو کو بڑے مبہم الفاظ میں ارقام فرمایا اور آگے بڑھ گئے ہیں۔عبارت کے تناقض نے مجھے مخمصے میں ڈال دیا ہے۔تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم تمام لوگوں کو جامعہ کی خدمت کرنا فرض ہے۔جو اس کو فرض سمجھ کر کرے گا اس کو کسی

دوسری خواہش کا چکر نہیں رہے گا یہ جو کچھ خیال میں آیا برملا لکھ دیا باقی اس وقت سب خیریت ہے دوسرے دور میں ایک ماہ پڑھائی ہوچکی ہے صرف ڈیڑھ ماہ پڑھائی باقی ہے اور باقی ایام تیاری امتحانات اور امتحان کے ہوں گے اس کے بعد گھر کو روانگی کا ارادہ ہوگا ویسے سالانہ امتحان ۱۹ رجب سے شروع ہورہا ہے اور ہم لوگ ۱۲ جون یعنی ۲۰ شعبان سے پہلے گھر نہیں پہنچ سکتے۔

میرا سلام اپنی والدہ اور اہل خانہ سے ضرور کہیئے گا۔

فقط والسلام آپ کا بھائی ابوالکلام الاعظمی ۱۹۸۲/۳/۲۵ء

خطوط کی طوالت کسی تکدر کا باعث نہیں ہونا چاہیے کہ ایام گذشتہ کی بھولی بسری یاد دلاتے ہیں کبھی کبھی تو یادگاری دستاویز کی حیثیت اختیار کرلیتے ہیں میرے کشکول میں ان کا آخری مکتوب گرامی ۱۹۸۷/۲/۲۸ کا تحریر کردہ ہے جس کا متن ذیل میں درج کررہا ہوں۔ لکھتے ہیں۔

الاخ الکریم عبدالغنی الفیضی حفظہ اللہ وتولاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تادم تحریر کل کی کل خیریت ہے بیوی بچیاں ہنسی خوشی میں لیل ونہار کو اس طرح گزار رہی ہیں جیسے وقت کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ بہرحال آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے یہ اپنی پہلی جرأت ہے آپ ناگوار نہ محسوس کریں گے خط وکتابت کا سلسلہ سرکار کی نذر ہوگیا ڈاک اتنی مہنگی ہے کہ سوچ کر مایوس ہوجانا پڑتا ہے آج موقعہ غنیمت جان کر کہ ہمارے بھائی مولوی مختار احمد سلفی، صاحب گھر جارہے ہیں نصف ملاقات والپسی خیریت کے ساتھ کرلوں تو بہتر ہوگا والدہ ماجدہ کا کیا حال ہے لکھئے گا اور ساتھ ساتھ بچوں کی خیریت سے بھی آگاہ کریں گے۔ آج کل آپ کی مشغولیات کیا ہیں آپ کے حصہ میں کون کون سی کتابیں ہیں میرا وقت تو ایسے گزر جاتا ہے جیسے گاڑی کی پہیہ گھومتی ہے صبح مدرسہ میں شام مدرسہ میں ہفتہ میں ندوہ کا انعقاد اور اس میں شرکت پندرہ روز میں جولۃ خارجیہ خارج عجمان۔ مہینے میں بحث کا لکھنا وغیرہ وغیرہ وقت سکڑ کررہ گیا ہے مدیر سخت ہے اس لئے وقت نہیں نکل پاتا ہے۔ مئو کے حالات میں آپ نظر اچھی رکھتے ہیں اس لئے تفصیلی خط کا میں منتظر ہوں۔ مسابقات میں شریک ہورہے ہیں کہ نہیں اور شعروشاعری کا مشغلہ تو جاری ہی ہوگا۔ یہ خط عجلت کا شکار ہوگیا ہے معاف کریں گے۔ جملہ اہل خانہ ومتعارفین کو سلام پہنچائیں گے فقط۔

آپ کا ابوالکلام عبدالمنان الاعظمی

عجمان الامارات العربیہ المتحدہ

میں اپنے اس مضمون کے خاتمہ کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ کچھ تشنگی محسوس ہوئی غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ذکر کردوں کہ ۱۹۷۵ میں تقریب ختم صحیحین وجلسہ دستار بندی کی مناسبت سے جو طویل نظم لکھی تھی اس کے کچھ حصے یہاں نقل کردوں اس میں وہ سب کچھ مل جائے گا جس کے لئے بہت کچھ لکھنا پڑتا اس میں جن بزرگوں کا تذکرہ ہے سبھی اللہ کو پیارے ہوچکے ہیں اللہ ان کی مغفرت فرمائے البتہ استاذ گرامی مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی باحیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ذات کو تا دیر قائم رکھے اور ہم لوگوں کے لئے نافع بنائے آمین

مذکورہ نظم کل بارہ بند پر مشتمل ہے بخوف طوالت اس کے کچھ ضروری بند یہاں لکھے جارہے ہیں۔

ہاتھ میں مسلم بخاری قلب میں ان کے نقوش
اے تمنا آفریں نسائی تیرا ورد خموش
ترمذی کی خوبی تحریری پر قادر ہے ہوش
یہ موطا بادۂ وحدت کا جام تازہ کوش
سنن نبوی کی ابوداؤد نے ترتیب دی
حق نے ادراک معانی کی تجھے ترغیب دی
یہ فضائے عام ہے منت پذیر فیض عام
ہند کے ہر ایک گوشے جانتے ہیں اس کا نام
مولوی احمد ہیں ناظم لائق صداحترام
جن کی حسن سعی سے پایا ہے اس نے یہ مقام
ابن ملا مولوی احمد کی عظمت کا نشاں
دین محکم کا سراپا پیش کرتاہے یہاں
درس دیتے ہیں بخاری کا حبیب نکتہ داں
ابر نیساں کی طرح برسارہے ہیں موتیاں
فتح وتحفہ عون ومرعاۃ آپ کی ہیں حرزجاں
یاد پھر آئی ہمارے حضرت سبحان کی
مشق ہے جن کو قیاس فقہ کے بطلان کی
پھر نہ کیوں یہ حرف زر سے لکھی جائے داستاں
حضرت محفوظ فیضی صاحب علم وہنر
عقدۂ قرآن حل فرمارہے ہیں سربسر
حدفاصل کھینچتے ہیں درمیان خیروشر
رحمت باری تعالیٰ ان پہ ہو شام وسحر
کہئے اک روشن ستارہ آسمان علم کا
عالم معروف ومنکر صاحب صدق وصفا
حافظ اسماعیل سلفی، مولوی حافظ نثار
دین مصطفوی کے دل دادہ حنیف ذی شعار

آہ! مولانا جمیل احمد منور ہو مزار
بعد مدت کے کھلا یا یہ گل معنی بہار
یہ خلوص وجذبۂ سوز دروں کی دین ہے
حاصل علم نبی خیرالقرون کی دین ہے
ان کرم گستر کا سایہ ابن فائق پرپڑا
جہل کی تیرہ شبی میں علم کی پائی ضیا
ہشت سالہ سوختہ کندن نے تب پائی جلا
دیدۂ حیراں سراپا کس طرح دیکھے تیرا
یہ نشاط اندر نشا ط وآفریں صدآفریں
ہو رہا ہے بوالکلام اب دولت فن کا امیں
علم وفن کا معرکہ سر نوجوانی میں ہوا
گلبن تخئیل بار آور روانی میں ہوا
چشم مادر کا کنول شاداب پانی میں ہوا
لائق اسناد تواب نکتہ دانی میں ہوا
واہ! ہمشیرہ برادر کہہ رہے مرحبا
اور میں کہتا ہوں تیرا فیض جاری ہو سدا

سالک راہ طریقت آشنائے رمز دیں
حق تعالیٰ تجھ کو کردے اہل حق کا جاں نشیں
مرکز توحید پر ہو محور علم ویقیں
خرمن اسلام کا ہر دم رہے تو خوشہ چیں
یاد فیضی ابن فائق ہمسر شاہین باد
ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

موصوف مولانا ابوالکلام مرحوم کی شخصیت کا خمیر جن عناصر سے ترکیب پایا اور تربیت کے جس پیکر میں ڈھلا تھا اس کا عکس مندرجہ بالا خطوط کی روشنی میں متعین کرنے میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیے کہ وہ حسن اخلاق کے پیکر تھے تعلیم وتعلم کے رسیا تھے سعی مسلسل کے عادی تھے زندگی بڑے سادہ طریقہ سے گذاری، اولوالعزم اور ثابت قدم رہے اپنی آل واولاد کی اچھی تربیت کی انھیں کام پر لگایا اور دنیا سے رخصت ہوگئے متعلقین کو غمزدہ چھوڑ گئے اللہ رب العزت ان کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔ میرے غم زدہ جذبات اب یہی کہہ سکتے ہیں کہ

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆☆

گاؤں محلّہ میں صباحی ومسائی مکاتب قائم کیجیے
اور مکاتب میں تجوید وتعلیم قرآن کریم کا اہتمام کیجئے!

حضرات! قرآن کریم بنونوع انسان وجنان کے نام اللہ رب العالمین کا آخری پیغام ہے۔ جو نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا، جو ہدایت کا سرچشمہ، عبرت وموعظت کا ذریعہ اور دین وشریعت اور توحید ورسالت کا اولین مرجع ومصدر ہے، جس کا حرف حرف علم وعرفان اور حکمت وموعظمت کے موتیوں سے لبریز ہے، جس کی تعلیم وتعلم اور تلاوت باعث ثواب اور جس پر عمل فوز وفلاح اور سعادت دارین کا سبب اور ضمانت ہے اور قوموں کی عزت وذلت اور عروج وزوال اسی سے مربوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اول یوم سے اس کی تلاوت وقرأت اور اس پر عمل کا خصوصی اہتمام کیا، حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کے مکاتب ومدارس قائم کئے اور سوسائٹی میں اس کی تعلیم واتباع کو خصوصیت کے ساتھ رواج دیا۔ نتیجتاً وہ اس اہتمام بالقرآن کی برکت سے ہر میدان میں اوج کمال تک پہنچے۔ لیکن بعد کے ادوار میں یہ روشن روایت دن بدن کمزور پڑتی گئی۔ خود برصغیر میں تعلیم وتفسیر قرآن کریم تو کجا تجوید وقرأت کا عرصہ تک کما حقہ اور مضبوط انتظام نہ ہوسکا اور نہ اس پر خصوصی توجہ مبذول کی گئی۔ حالانکہ تعلیم وتعلم قرآن میں علم تاویل وتفسیر اور غور وفکر کے ساتھ ساتھ تجوید بھی مقصود تھا اور ہمارے نبی کریم محمد ﷺ نے اس کی بڑی تاکید بھی فرمائی تھی۔

مقام شکر ہے کہ چند دہائی قبل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سمیت مختلف جہات سے تعلیمی بیداری مہم کے نتیجے میں مدارس وجامعات اور مکاتب ومساجد میں تجوید قرآن کریم کا مبارک سلسلہ شروع ہوا تھا جس کے ملکی سطح پر بہترین ثمرات سامنے آئے۔ پورے ملک میں مکاتب بڑے پیمانے پر قائم ہوئے اور بہت سی بستیوں میں مکتب کی تعلیم کے زیر اثر بچوں کی ذہنی طور پر نشو ونما ہونے لگی۔ لیکن روز بروز بدلتے حالات کے پیش نظر عصری تعلیم گاہوں اور کنونٹس اور گاؤں میں مدارس کی وجہ سے مکاتب بہت متاثر ہوئے۔ لہٰذا مکاتب کو بڑے اور عمدہ پیمانے پر پروان چڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل کو دین کی بنیادی باتوں اور قرآن کریم سے روشناس کرایا جاسکے۔

لہٰذا آپ حضرات سے دردمندانہ گزارش ہے کہ اس حوالے سے خصوصی توجہ مبذول کریں اور اپنے گاؤں اور محلوں میں صباحی ومسائی مکاتب کے قیام کو یقینی بنائیں، اگر قائم ہیں تو ان کی سرگرمی وفعالیت میں بہتری لائیں، قدیم نظام کا احیاء کریں، ان میں تجوید وتعلیم قرآن کا خصوصی اہتمام کریں تاکہ جماعت وملت کے نونہالوں کو دین واخلاق سے آراستہ کرسکیں اور انھیں دین وعقیدہ پر قائم رکھ سکیں۔

اللہ تعالی ہم سب کو ایک ہوکر دین حنیف، جماعت وجمعیت اور ملک وملت کی مخلصانہ خدمت انجام دینے کی توفیق بخشے، ہر طرح کے فتنے اور آزمائش سے محفوظ رکھے اور عالمی مہلک وبا کورونا وغیرہ سے سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

اپیل کنندگان

اصغر علی امام مہدی سلفی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ودیگر ذمہ داران

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے : (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292